بحث و نظر

قلبِ ماہیت
حقائق اور احکام

مولانا اختر امام عادل

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بے شمار چیزیں پیدا کی ہیں۔ ان میں کچھ چیزیں پاک ہیں اور کچھ ناپاک، انسانوں کے لیے کچھ حلال ہیں اور کچھ حرام۔ اس تقسیم کے پیچھے اللہ کی بے پناہ حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

اگر غور کیا جائے تو اس میں دو چیزیں بنیادی طور پر ملحوظ رکھی گئی ہیں "پاکیزگی اور نافعیت" ہر وہ چیز انسان کے لیے حلال ہے جو اپنی اصل کے لحاظ سے پاک اور اپنے وصف کے لحاظ سے نفع بخش ہو اور ہر اس چیز کو ممنوع قرار دیا گیا جو اپنی اصل کے لحاظ سے ناپاک اور وصف کے لحاظ سے مضرت رساں ہو۔

اشیاء میں تغیر

لیکن یہ دنیا تغیر پذیر ہے اور اس کے وجود و بقا کی بنیاد ہی تغیرات و انقلابات پر ہے۔ آئے دن تغیرات ہوتے رہتے ہیں، ان تغیرات کا اثر اشیاء پر بھی ہوتا ہے، بہت ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز پاک تھی، مگر کسی تغیر کے سبب وہ ناپاک ہوگئی، یا کوئی چیز نفع بخش تصور کی جاتی تھی کسی تبدیلی کی بنا پر وہ نقصان دہ سمجھی جانے لگی، سوال یہ ہے کہ اس تغیر کا اس کے شرعی حکم پر کیا اثر پڑے گا؟

قلبِ ماہیت کی تعریف

یہ مسئلہ قدیم سے فقہاء کے یہاں زیر بحث رہا ہے اور مختلف فقہاء نے اپنے

مختلف نقطہ ہائے نظر کا اظہار کیا ہے، واضح رہے کہ کسی چیز کا معمولی تغیر نہیں بلکہ ایسا غیر معمولی تغیر زیر بحث ہے جس کے نتیجے میں کوئی چیز اپنا نام یا اپنے بنیادی عناصر یا ذاتی اوصاف کا بیشتر حصہ کھودے اور اس کی جگہ دوسرے نام یا دوسرے عناصر و اوصاف کا غلبہ ہو جائے۔ اہل لغت اور فقہاء کی اصطلاح میں ایسے غیر معمولی تغیر کو استحالہ، انقلاب عین، تحوّلِ ماہیت یا استہلاک وغیرہ کیا جاتا ہے۔

دلیل العروۃ الوثقیٰ میں استحالہ کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

الاستحالۃ ھی تبدّل	استحالہ یہ ہے کہ کوئی شئی اپنی حقیقت
حقیقۃ الشئ وصورتہ	اور صورت نوعیہ چھوڑ کر دوسری صورت و
النوعیۃ الی صورۃ اخریٰ [۱]	حقیقت اختیار کرلے۔

فتاویٰ ابن عابدین میں ہے۔

انّ التطہیر یکون بانقلاب	انقلاب عین سے تطہیر حاصل ہوتی
العین .... خمر صارت خلّا	ہے ... شراب سرکہ ہو جائے یا گندگی راکھ
و عذرۃ صارت رمادۃ فان ذلک	ہو جائے، تو یہ ایک حقیقت کا دوسری
کلہ انقلاب حقیقۃ الی حقیقۃ اخریٰ [۲]	حقیقت سے تبدیل ہو جانا ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ذرائعِ تطہیر میں استحالہ کو بھی شمار کیا گیا ہے۔ شراب اور سرکہ کی مثال دی گئی ہے [۳]

قلبِ ماہیت ممکن ہے

عام طور پر فقہاء نے انقلابِ ماہیت کو تسلیم کیا ہے البتہ بعض فقہاء نے اس کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ قلبِ حقیقت محال ہے، یوں تو کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت سے خارج نہیں ہے، لیکن اس کا استعمال ناممکنات کے لیے نہیں ہوا کرتا۔ مثلاً تانبا سونے میں تبدیل ہو جائے۔ لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ انقلابِ ماہیت نہ صرف ممکن ہے بلکہ اشیاء میں اس کا وقوع ہوتا ہے اور اللہ اس پر قادر ہے کہ کسی چیز سے تانبا کے اوصاف سلب کرکے اس میں سونا کے اوصاف پیدا فرمادے۔ عادتاً محال صرف یہ ہے کہ ایک چیز تانبا رہتے ہوئے سونا بن جائے یعنی بیک وقت تانبا

بھی ہو اور سونا بھی۔

علامہ شامی نے اسی رائے کو حق قرار دیا اور ائمہ تفسیر کے حوالے سے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے فَاِذَا ھِیَ حَیَّۃٌ تَسْعٰی کہ اچانک عصائے موسیٰ سانپ میں تبدیل ہو کر میدان میں دوڑنے لگا، عصائے موسیٰ عصا رہتے ہوئے سانپ تو نہیں بن سکتا، لیکن یہ ممکن ہے کہ اللہ نے اس عصا میں عصا کے اوصاف ختم کر کے سانپ کے اوصاف پیدا فرما دیے ہوں۔ اگر اس امکان کو تسلیم نہ کیا جائے (جو عصائے موسیٰ میں واقعہ بن کر سامنے آیا) تو پھر اس اعجاز کی توجیہہ کیا کی جائے گی[۴]

شراب کو سرکہ بنانا

اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ چاروں مذاہب فقہیہ میں کسی نہ کسی درجہ میں انقلابِ ماہیت کو موثر تسلیم کیا گیا ہے۔ شراب کے بارے میں تقریباً تمام ہی فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر اس کی ماہیت بدل جائے اور سرکہ بن جائے تو وہ حلال اور طیب ہے اور اس کا استعمال درست ہے۔ خواہ وہ شراب انگوری ہو یا غیر انگوری اور ایک چیز سے تیار ہوئی ہو یا کئی چیزوں سے مل کر بنی ہو[۵]

حنفیہ اور مالکیہ

البتہ اختلاف اس میں ہے کہ بالقصد شراب کو سرکہ بنانا اور اس کو استعمال کے قابل بنانا درست ہے یا نہیں، ظاہر الروایت کے مطابق حنفیہ اور راجح قول کے مطابق مالکیہ کے یہاں اس کی گنجائش ہے[۶] اس لیے کہ یہ ایک فاسد چیز کی اصلاح ہے اور کسی چیز کی اصلاح کرنا شرعاً مباح ہے۔ جس طرح کھال کو دباغت دے کر پاک کرنا شرعاً درست ہے، ارشاد نبوی ہے:۔

إذا دبغ الإهاب فقد طهر[۷]	جس کھال کو دباغت دے دی جائے وہ پاک ہو جاتی ہے۔

دارقطنی کی ایک روایت میں دباغت اور تخلیلِ خمر کا ایک ساتھ ذکر ہے:

ان دباغها يحله كما	دباغت سے مردار کی کھال اسی طرح

یحل خل الخمر[۸ھ] — حلال ہو جاتی ہے جس طرح کہ شراب سرکہ بننے کے بعد حلال ہو جاتی ہے۔

ایک روایت کے الفاظ ہیں :۔

خیر خلکم خل خمرکم[۹ھ] — تمہارا بہتر سرکہ وہ ہے جسے تم شراب سے تیار کرتے ہو۔

اس طرح کی متعدد روایات میں شراب سے تیار کردہ سرکہ کی طہارت وحلت کا ذکر ملتا ہے اور اس میں کوئی تفریق نہیں کی گئی ہے کہ شراب خود بن گئی یا باقاعدہ ارادتاً بنائی گئی ہو۔

مالکیہ کی ایک روایت یہ ہے کہ تخلیل کا عمل مکروہ ہے، لیکن اس عمل سے سرکہ کی حلت وطہارت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ واختلف فی حکم تخلیلها فحکی فی البیان فی ذلک ثلاثة اقوال وقال فی کتاب الاطعمه و المشهور عندنا انه مکروه فان فعل اکل وعلیه اقتصر فی الجواهر[۱۰ھ]

شافعیہ اور حنابلہ

شافعیہ اور حنابلہ کو اس سے اختلاف ہے، ان کے نزدیک ارادتاً شراب کو سرکہ بنانے کی ترکیب کرنا درست نہیں ہے، اس لیے کہ یہ گویا شراب کو قابلِ استعمال بنانے کی ایک ترکیب ہے، جب کہ ہمیں شراب سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے اس لیے اگر کوئی شخص یہ ترکیب کرے اور شراب سرکہ بن جائے تب بھی وہ سرکہ حلال نہ ہوگا، اس لیے کہ عملِ ممنوع سے کوئی مثبت حکم ثابت نہیں ہوسکتا[۱۱ھ]۔

استدلال

اس سلسلے میں ان کے پاس سب سے مضبوط دلیل ایک روایت ہے:

عن ابی طلحة انه سال النبی صلی اللہ علیه وسلم عن أیتام ورثوا خمرا فقال — حضرت ابوطلحہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چند یتیموں کے بارے میں سوال کیا جن کو وراثت

اھرقہا قال افلا اخللہا	میں شراب ملی تھی، توحضورؐ نے ارشاد فرمایا
قال لا [۱۲]	اس کو بہا دو، انھوں نے پوچھا کیا میں اس
	کا سرکہ نہ بنا دوں آپ نے فرمایا نہیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر شراب کو سرکہ بنانے کا عمل درست ہوتا توحضور اس کی ضرور اجازت دیتے، بالخصوص اس صورت میں جب کہ یہ مال یتیم کا تھا۔

استدلال کا جائزہ

مگر اس روایت کے بارے میں امام طحاوی کا خیال یہ ہے کہ اس حدیث کا تعلق ابتدا ر اسلام سے ہے جب کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہی ہوا تھا، اور لوگوں کے دلوں میں اس کی نفرت پیدا کرنے کے لیے کافی تاکید وتشدید سے کام لیا جا رہا تھا۔ حتیٰ کہ شراب سازی کے روایتی برتنوں کے استعمال سے بھی منع کر دیا گیا اور ایسا اس لیے کیا گیا تاکہ لوگ سرکہ بنانے کے بہانے شراب کی لعنت میں گرفتار نہ ہو جائیں اور شراب جس کو بالکلیہ طور پر اسلامی معاشرہ سے ختم کرنا مقصود تھا وہ کسی عنوان سے گھروں میں باقی نہ رہ جائے لیکن بعد کے ادوار میں جب کہ لوگ اس حکم کی حقیقت سے واقف ہو گئے اور شراب کی نفرت ان کے دلوں میں بیٹھ گئی، تو پھر اس احتیاط اور شدت کی ضرورت باقی نہ رہی، چنانچہ شراب کے قدیم برتنوں کے استعمال کی بھی اجازت دے دی گئی اور جیسا کہ اوپر روایات میں آیا کہ شراب کو سرکہ بنانے کے عمل کی گنجائش بھی دی گئی۔

ابتدا ر اسلام سے اس حدیث کے متعلق ہونے کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ معجم طبرانی اور دارقطنی کی روایت میں شراب بہانے کے ساتھ مٹکا توڑنے کا بھی حکم ہے حضور نے ابوطلحہ سے فرمایا:

اھرق الخمر وکسرالدنان	شراب بہادو اور مٹکے توڑ دو

یہ صاف علامت ہے کہ یہ واقعہ ابتدا ر اسلام کا ہے، اس لیے کہ برتنوں کے توڑنے کا حکم ابتدا ر اسلام ہی میں دیا گیا تھا [۱۳] علامہ کاسانی فرماتے ہیں کہ اس روایت کے بعض طرق میں حضور کی اجازت منقول ہے کہ حضرت ابوطلحہ

نے جب حضور سے مذکورہ شراب کو سرکہ بنانے کی اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا ہاں. گویا روایت میں تعارض ہے اس لیے اس سے استدلال درست نہیں[۱۱۹] مگر کاسانی نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے کہ یہ روایت حدیث کی کس کتاب میں مذکور ہے، اس لیے اس کی صحت وضعف کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

عمل اور نتیجہ عمل کا رشتہ

علاوہ ازیں اگر اس روایت کی صحت کو ان ہی الفاظ کے ساتھ مان لیا جائے جو کہ عام طور پر متداول کتابوں میں مذکور ہیں اور جو بظاہر شافعیہ کا مستدل ہیں، تو اس سے زیادہ سے زیادہ عمل تخلیل کی ممانعت ثابت ہوگی. لیکن اس حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ اگر کوئی ممانعت کے باوجود یہ عمل کرلے تو سرکہ پاک نہ ہوگا اور حنفیہ کے اصول کے مطابق عمل کی کراہت سے حاصل شدہ نتیجہ کی کراہت ثابت نہیں ہوتی۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اگر کوئی شخص انگور یا اس طرح کی کسی دوسری چیز سے براہِ راست سرکہ بنانا چاہے تب بھی ہر شیرہ شراب بننے کے بعد ہی سرکہ بن سکتا ہے، اس اعتراف کے باوجود شوافع سرکہ کی حلت وطہارت کو تسلیم کرتے ہیں۔

نہایۃ المحتاج میں ہے۔ ولان العصیر لا یتخلل الا بعد التخمر غالبا فلو لم نقل بالطہارۃ لم یما تعذر الخل وھو حلال اجماعًا۔[۱۲۰]

اس طرح مسئلہ صرف قصد وارادہ کا رہ جاتا ہے۔ مگر قصد وارادہ کی خرابی کسی چیز پر اس درجہ مؤثر نہیں ہوسکتی۔ اس لیے کہ قصد وارادہ اس درجہ مؤثر ہو تو اس کا اثر اس صورت میں بھی ظاہر ہونا چاہیے جب کہ شراب کو دھوپ میں اس غرض سے رکھ دیا جائے کہ وہ دھوپ کی حرارت سے سرکہ بن جائے۔ یہ حنفیہ اور مالکیہ کی طرح شافعیہ کے یہاں بھی درست ہے اور اس سے حاصل شدہ سرکہ کا استعمال حلال ہے[۱۲۱]

قلبِ ماہیت کا دائرہ

شراب کے علاوہ دیگر نجاستوں میں بھی انقلابِ ماہیت مؤثر ہوگا یا نہیں، اس باب میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

حنفیہ:

حنفیہ میں امام محمد تمام ناپاک اشیاء اور محرمات میں انقلاب ماہیت کی تاثیر تسلیم کرتے ہیں اور اس کو سببِ تطہیر قرار دیتے ہیں، امام ابویوسف کو اس سے اختلاف ہے۔ ان کے نزدیک انقلابِ عین سے کوئی ناپاک چیز پاک نہیں ہوتی:

من الامور التی یکون	جن چیزوں سے تطہیر حاصل ہوتی
بہا التطہیر انقلاب العین،	ہے ان میں ایک چیز انقلابِ عین
فان کان فی الخمر	ہے..... اگر انقلابِ عین شراب میں
فلاخلاف فی الطہارۃ	ہو تو اس کی طہارت میں کوئی اختلاف
وان کان فی غیرہ	نہیں، لیکن اگر اس کے علاوہ کسی اور
کالخنزیر والمیتۃ	چیز میں ہو مثلاً خنزیر یا مردار، نمک کی
تقع فی المملحۃ فتصیر	کان میں گر کر نمک بن جائے تو امام محمد
ملحا یؤکل والسرقین و	کے نزدیک اس کو کھایا جا سکتا ہے۔ یا
العذرۃ تحترق فتصیر رمادا	گوبر یا گندگی جل کر راکھ ہو جائے تو وہ پاک
تطہر عند محمد خلافا	ہو جائے گا۔ مگر امام ابویوسف کو اس سے
لابی یوسف حیث انہ یری	اختلاف ہے، ان کی رائے میں انقلابِ عین
ان الاشیاء النجسۃ لا تطہر	سے ناپاک اشیاء پاک نہیں ہوں گی۔
بانقلاب عینہا [۱۷]	

امام ابویوسف کی دلیل یہ ہے کہ قلبِ ماہیت کے بعد بھی نجاست کے اجزاء کسی نہ کسی درجہ میں باقی رہتے ہیں۔ اس لیے احتیاط یہ ہے کہ اس کو بالکلیہ نجس مان لیا جائے، تجنیس میں امام ابویوسف ہی کے قول کو اختیار کیا گیا ہے[۱۸]

مگر علامہ ابن نجیم کے بقول زیادہ تر مشائخ نے امام محمد کے قول کو اختیار کیا ہے۔ الخلاصہ میں اسی کو مفتی بہ قول اور فتح القدیر میں قول مختار قرار دیا گیا ہے۔ المحیط میں امام ابوحنیفہ کو بھی امام محمد کا ہم خیال بتایا گیا ہے۔ اس نقطۂ نظر کی دلیل یہ ہے کہ کسی شی پر نجاست یا حرمت کا حکم لگایا جاتا ہے تو یہ حکم اسی وقت تک باقی رہتا ہے جب تک کہ وہ شی اپنی حقیقت کے ساتھ موجود ہو۔ لیکن اگر اس کی ماہیت د

حقیقت تبدیل ہو جائے اور اس کا نام اور اس کی صفات باقی نہ رہیں تو اب وہ شی ہی باقی نہ رہی جس پر نجاست و حرمت کا حکم لگایا گیا تھا اس لیے وہ حکم بھی باقی نہ رہے گا۔ اب موجودہ حقیقت اور نام کے لحاظ سے اس پر حکم لگایا جائے گا۔ اس کے نظائر شریعت میں بکثرت موجود ہیں۔ نطفہ نجس ہے، علقہ بننے کے بعد بھی نجس ہے، لیکن مضغہ بننے کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔ کسی پھل کا شیرہ پاک ہے۔ اگر وہ شراب بن جائے تو ناپاک ہو جائے گا اور پھر وہ سرکہ بن جائے تو پاک ہو جائے گا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عین کی تبدیلی سے حکم بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔[19]

- ناپاک کھال کو دباغت دے دی جائے تو پاک ہو جاتی ہے۔[20]
- مشک، نافہ مشک، عنبر اور زباد (ایک قسم کی خوشبو) اپنی سابقہ اصل کے لحاظ سے ناپاک ہیں، لیکن موجودہ صورتوں میں یہ پاک ہیں۔[21]

ابن عابدین فرماتے ہیں کہ عموم بلویٰ کی وجہ سے امام محمد کے قول پر فتویٰ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکم کسی ایک صورت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس میں ہر وہ صورت داخل ہے جس میں تغیر حقیقت اور انقلاب ماہیت پایا جائے اور اس میں ابتلا عام ہو، ناپاک تیل سے صابن بنایا جائے۔ ناپاک و حرام چیونٹی پیس کر آٹا بن جائے۔ چڑیا کنویں میں گر کر کیچڑ بن جائے وغیرہ، ان تمام صورتوں میں طہارت کا حکم لگایا جائے گا۔[22]

مالکیہ:

مالکیہ (دباغت کے مسئلہ کو چھوڑ کر) اس باب میں جمہور احناف کے ہم خیال ہیں، وہ انقلاب ماہیت کو تسلیم کرتے ہیں اور تغیر کے بعد کی صورت حال پر حکم لگانے کے قائل ہیں۔ الشرح الکبیر اور حاشیۃ الدسوقی میں اس کی متعدد مثالیں دی گئی ہیں۔ آدمی کا دودھ پاک ہے چاہے کافر ہی کا ہو، اس لیے کہ اس کی موجودہ حقیقت صالح ہے۔ کھانا پاک ہے، لیکن معدہ میں پہونچ کر متغیر ہو جائے اور پھر قے کی صورت میں خارج ہو تو یہ ناپاک ہے، اس لیے کہ موجودہ حقیقت فاسد ہے مشک پاک ہے، اگرچہ کہ اس کی اصل خون ہے، لیکن اس کی ماہیت بدل چکی ہے۔ انڈا پاک ہے جب کہ سابقہ حقیقت کے لحاظ سے وہ ناپاک تھا۔ خون سے جو

گوشت پیدا ہوتا ہے وہ پاک ہے اس لیے کہ موجودہ صورت میں اس کی حقیقت صالح ہے۔ قول معتمد کے مطابق نجاست جل کر راکھ ہو جائے تو پاک ہے وغیرہ[۲۳] البتہ دباغت کے مسئلے میں مالکیہ کے یہاں مختلف عبارتیں ملتی ہیں۔ التوضیح میں ہے کہ اکثر مالکیہ اس کی طہارت کو مقید طور پر تسلیم کرتے ہیں یعنی خشک مقامات یا صرف پانی کے لیے اس کا استعمال درست مانتے ہیں۔ جب کہ عبدالوہاب اور ابن رشد اس کو نجس کہتے ہیں۔ لیکن استعمال کی اجازت دیتے ہیں مگر اس پر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے۔

صاحب التوضیح کا کہنا ہے کہ یہ اختلاف لفظی ہے حقیقی نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ معلوم حد تک امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ دباغت سے کھال پاک نہیں ہوتی، البتہ مذکورہ بالا امور میں اس سے محض استفادہ کیا جا سکتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دباغت شئ کی حقیقت کو نہیں بدلتی بلکہ وہ محض کھال کے تحفظ کو یقینی بناتی ہے یعنی دباغت کے بعد کھال خراب نہیں ہوتی جیسے زندگی کی حالت میں کھال خراب نہیں ہوتی۔[۲۴]

گویا دباغت کو مطہر نہ ماننے کی علت یہ نہیں ہے کہ امام مالک انقلاب ماہیت کی تاثیر تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ دباغت میں انقلاب ماہیت ہی کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس لیے طہارت کا حکم بھی نہیں لگاتے۔ اس طرح اس جزوی اختلاف کے باوجود مالکیہ اصولی طور پر حنفیہ سے متفق ہیں۔

شافعیہ:

شافعیہ نے اس باب میں اصولی طور پر نجس لعینہ اور نجس لغیرہ میں فرق کیا ہے۔ ان کے نزدیک انقلابِ ماہیت صرف ان اشیاء میں مؤثر ہے جن میں نجاست کسی خارجی سبب سے آئی ہو مثلاً شراب اپنی اصل کے لحاظ سے کسی پھل کا رس ہے۔ مگر سکر پیدا ہو جانے کی بنا پر ناپاک اور حرام ہو گئی۔ اس طرح کی چیزوں میں انقلابِ ماہیت مؤثر ہوگا۔ کیونکہ وہ اپنی اصل کے لحاظ سے ناپاک نہیں ہے۔ ناپاکی خارج سے آتی ہے تو اس میں انقلابِ ماہیت کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ خارجی سبب ختم ہو گیا جس کے زیر اثر یہ چیز ناپاک قرار پائی تھی۔ لیکن

جو چیزیں اپنی ذات سے ناپاک ہیں وہ کبھی پاک نہیں ہو سکتیں۔[۲۵]

لیکن اصل بات یہ نکلتی ہے کہ وہ اس باب میں کسی ضابطہ اور اصول کو راہ دینے کے بجائے صرف ان مسائل میں انقلابِ ماہیت کو تسلیم کرتے ہیں جو نص سے ثابت ہیں، چنانچہ ان کے یہاں خمر کے علاوہ کھال اور مشک میں بھی اس عمل کو تسلیم کیا گیا ہے۔ ناپاک کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ اسی طرح خون مشک بن جانے کے بعد پاک ہے۔ اس بنا پر نہیں کہ فی الواقع ان میں نجس لعینہ اور لغیرہ کا فرق ہے بلکہ اس لیے کہ اس کا ثبوت احادیث سے ہے۔[۲۶]

حنابلہ:

حنابلہ اس باب میں شافعیہ سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ ظاہر مذہب کے مطابق وہ انقلابِ ماہیت کو صرف خمر میں تسلیم کرتے ہیں، ابن قدامہ نے ایک قیاسی قول دیگر نجاسات میں بھی انقلابِ ماہیت کا نقل کیا ہے۔ مگر اس کو انھوں نے ظاہر مذہب کے خلاف قرار دیا ہے۔[۲۷]

گویا شافعیہ اور حنابلہ دونوں نے ہی اس باب میں قیاس کے دروازے کو بند کر دیا ہے اور مسئلہ کو معلول اور وسیع تر بنانے کے بجائے محدود کر دیا جائے، حالاں کہ اس طرح کی کسی تخصیص کا ثبوت نہ تو نص سے ملتا ہے اور نہ قیاس اور عقلِ سلیم ہی اس کی تائید کرتی ہے۔ اس لیے کہ اصولی طور پر ایک تو ماہیت کی تبدیلی حکم کی تبدیلی کی متقاضی ہے، دوسرے اس لیے کہ قلبِ ماہیت کی اکثر صورتیں عموم بلویٰ کی ہیں اور عموم بلویٰ تسہیل کا متقاضی ہے نہ کہ تشدید کا۔ ابن عابدین تحریر فرماتے ہیں: ان عموم البلوی علة اختیار القول بالطهارة المحللة بانقلاب العین۔[۲۸]

انقلابِ ماہیت کا مطلوبہ معیار

یہاں ایک اہم بحث یہ بھی ہے کہ انقلابِ ماہیت کے لیے کسی شی کا کس حد تک تغیر مطلوب ہے؟

فقہاء کی جزئیات اور مختلف مقامات پر بکھرے ہوئے مباحث کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انقلابِ ماہیت کے لیے کسی شی کی پوری حقیقت، یا اس کے

تمام اجزاء کا تبدیل ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ مختلف اشیاء کی طبعی خاصیات کے لحاظ سے اس کے غالب بنیادی اجزاء کا تبدیل ہو جانا کافی ہے، اس سلسلے میں علامہ شامی کی یہ عبارت کافی واضح اور فیصلہ کن ہے:

قال فی الفتح: وکثیر من المشائخ اختاروہ وھو المختار لان الشرع رتب وصف النجاسۃ علی تلک الحقیقۃ وتنتفی الحقیقۃ بانتفاء بعض أجزاء مفھومھا فکیف بالکل[۲۹]	فتح القدیر میں ہے کہ زیادہ تر مشائخ نے امام محمد کے قول کو اختیار کیا ہے اور یہی قول مختار ہے اس لیے کہ شریعت نے نجاست کا حکم اس حقیقت پر مرتب کیا ہے اور حقیقت تو اس کے مفہوم کے بعض اجزاء کے خاتمہ سے منتفی ہو جاتی ہے۔ اگر تمام اجزاء ہی ختم ہو جائیں تو وہ حقیقت کیسے باقی رہے گی؟

پانی کی طبعی طہوریت کا خاتمہ

اس باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان سے بھی روشنی ملتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

خلق الماء طھوراً لاینجسہ شئی الاما غیر لونہ اوطعمہ او ریحہ[۳۰]	پانی پاک پیدا کیا گیا ہے، اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی مگر جو اس کا رنگ یا مزہ یا بو بدل دے۔

حرف "او" کے ساتھ حضور کا یہ ارشاد بتاتا ہے کہ پانی کی طبعی طہوریت کے خاتمہ کے لیے رنگ، مزہ اور بو سب کا تبدیل ہونا ضروری نہیں بلکہ جزوی تغیر کافی ہے۔ چنانچہ فقہاء نے پانی کی طبعی طہوریت کے زوال کا جو ضابطہ بیان کیا ہے اس سے اس کی مزید توضیح ہوتی ہے۔

علامہ حصکفی فرماتے ہیں:۔

الغلبۃ اما بکمال الامتزاج بتشرب نبات	یعنی غلبہ کا پتہ چلے گا یا تو اس طرح کہ پانی بالکلیہ ضم ہو جائے۔ مثلاً پتوں،

او بطبخ بما لا يقصد به التنظيف وا ما بغلبة المخالط فلو جامدا فبثخانة ما لم يزل الاسم كنبيذ تمر ولو مائعا فلو مباينًا لا وصافه فبتغير اكثرها او موافقا كلبن فبأحدها او مماثلا كمستعمل فبالأجزاء فان المطلق اكثر من النصف جاز التطهير بالكل والا لا ۳۱ھ

میں جذب ہو جائے یا کسی ایسی چیز کے ساتھ آگ پر پکا دیا جائے جس سے نظافت مقصود نہ ہو، یا اس طرح کہ ملائی گئی چیز اس پر حاوی ہو جائے، اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر ملائی گئی چیز کوئی جامد اور ٹھوس چیز ہو تو پانی کی رقت وسیلان میں فرق آجائے تا آں کہ نام نہ بدل جائے مثلاً نبیذ تمر اور اگر ملائی جانے والی چیز سیال ہو اور اس کے اوصاف پانی کے اوصاف سے مختلف ہوں مثلاً سرکہ تو پانی کے اکثر اوصاف کا بدل جانا اس کی مغلوبیت کے لیے کافی ہے، اور اگر ملائے جانے والے سیال مادہ کے اوصاف پانی سے مختلف نہ ہوں مثلاً دودھ تو پانی کے کسی ایک وصف کا بدل جانا اس کی مغلوبیت کے لیے کافی ہے اور اگر وہ ملایا جانے والا مادہ بالکلیہ پانی کے مانند ہو مثلاً ماء مستعمل تو غلبہ کا معیار مقدار کی کثرت وقلت ہوگی، اگر ماء مطلق کی مقدار نصف سے زائد ہے تو اس کی طہوریت قائم ہے اور اس سے تطہیر درست ہے، ورنہ نہیں۔

اس مثال سے صرف یہ بتلانا مقصود ہے، کہ پانی کی طبیعت وحقیقت کتنے تغیر تک باقی رہتی ہے اور کس حد تک تغیر کے بعد ختم ہو جاتی ہے، اور پانی کے نام کا اطلاق کن طبعی اوصاف کے بقاء کے ساتھ مشروط ہے؟ اور وہ کیا اوصاف ہیں جن کے خاتمہ

سے اس پر پانی کے نام کا اطلاق ممکن نہیں ہوتا اور وہ ماء مطلق یا ماء طہور سے مختلف کوئی دوسرا سیال مادہ بن جاتا ہے۔

ہر شئی کا اپنا معیار

ہر چیز کی اپنی طبعی خصوصیات اور فطری صفات ہوتی ہیں کوئی ضروری نہیں کہ ہر چیز میں تغیر و تبدل کا وہی تدریجی یا پہلو دار ضابطہ جاری ہو جو پانی میں جاری ہوتا ہے یا ہر چیز اپنے اندر اسی طرح متعدد اوصاف و خصائص رکھے جس طرح کہ پانی میں موجود ہیں۔ اشیاء مختلف ہیں بعض ایسی چیزیں بھی ہو سکتی ہیں جن میں کوئی ایک وصف ہی طبعی اور فطری ہو اور اسی ایک کی تبدیلی سے اس پر تبدیلئ ماہیت کا فیصلہ کر دیا جائے، مثلاً شراب، اس میں بنیادی طور پر ایک ہی وصف ہے کڑواہٹ (مرارہ) اور اس کا نشہ اسی وقت تک رہے گا جب تک کہ یہ وصف اس میں موجود ہوگا۔ اس لیے شراب میں سرکہ یا نمک یا اور کوئی ایسی چیز ڈال دی جائے جس سے اس کی تلخی ختم ہو کر کھٹاپن (حموضہ) میں بدل جائے تو شراب کی ماہیت باقی نہ رہے گی اور اس پر سرکہ کا اطلاق ہوگا۔

البتہ ایسی چیزوں میں جن میں ایک ہی وصف طبعی ہو ان میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ اس وصف کا مکمل خاتمہ تبدیلِ ماہیت کے لیے ضروری ہے یا اس کا زیادہ تر حصہ ختم ہو جانا کافی ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ نے اس میں احتیاط پر عمل کرتے ہوئے یہ رائے اختیار کی ہے کہ اس وصف کا مکمل خاتمہ ضروری ہے۔ مثلاً شراب میں تھوڑی سی تلخی بھی باقی رہ گئی تو اس کا استعمال حلال نہ ہوگا اس لیے کہ وہ ابھی تک شراب ہی ہے اس پر سے شراب کا اطلاق ساقط نہیں ہوا ہے۔ لیکن صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) کا خیال یہ ہے کہ اس وصف کا مکمل خاتمہ ضروری نہیں ہے۔ خاص شراب کے بارے میں ان دونوں حضرات کا کہنا ہے کہ اگر تھوڑا سا کھٹاپن بھی اس میں پیدا ہو جائے تو وہ شراب نہیں رہے گی بلکہ سرکہ قرار پائے گی اور اس کا استعمال درست ہوگا۔

وانما یعرف التخلل بالتغیر من المرارة الی الحموضة بحیث

لا یبقی فیہا مرارۃ اصلا عند ابی حنیفۃ حتی لو بقی فیہا بعض المرارۃ لا یحل، وعند ابی یوسف ومحمد تصیر خلاً بظہور قلیل الحموضۃ فیہا۔[۳۲]

قلبِ ماہیت اور عموم بلویٰ

پھر قلبِ ماہیت کے اعتبار میں عمومِ بلویٰ کا بڑا دخل ہے اور عموم بلویٰ کے زیادہ تر مسائل کی اساس تساہل اور چشم پوشی پر ہوتی ہے۔ ان میں عام لوگوں کو دقتوں سے بچانے کے لیے کئی طرح کے منفی امکانات واحتمالات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے علامہ حصکفی نے الخزائن کے حوالے سے تیس[۳۳] سے زیادہ ان مطہرات کا حوالہ دیا ہے جو بعض یقینی شبہات کے باوجود تطہیر کا فائدہ دیتے ہیں مثلاً ناپاک فرش پر پانی بہادیا جائے، پاک ہو جائے گا، جب کہ ناپاک قطرات کے باقی رہنے کا پورا امکان موجود ہے، پانی ایک جانب سے داخل ہو رہا ہو اور دوسری جانب سے نکل رہا ہو تو یہ ماء جاری ہے، اگر اس میں خاصی مقدار میں نجس پانی مل جائے تب بھی مضائقہ نہیں۔ ایک کپڑے میں نجاست لگی مگر بھول گیا کہ کہاں لگی، تو سوچ کر کسی گوشے کو دھو دینا کافی ہے۔ ناپاک زمین خشک ہو جائے تو پاک ہے۔ خف پر نجاست لگی تو رگڑ دینا کافی ہے۔ کپڑے پر منی لگی تو کھرچ دینا کافی ہے۔ کنویں میں نجاست گر گئی اور اس کے اندر چشمہ جاری ہے تو پانی کی ایک مقررہ مقدار کا نکال دینا کافی ہے اور اسی سے کنواں کی دیوار اور ڈول سمیت بقیہ پانی بھی پاک ہو جائے گا۔ مسلکِ شافعی کے مطابق چھوٹے بچے کے پیشاب پر پانی چھڑک دینا کافی ہے۔ نجاست کا باقاعدہ اخراج ضروری نہیں وغیرہ۔[۳۴]

اسی طرح بیسیوں مسائل کتبِ فقہ میں موجود ہیں جن میں نجاست اور گندگی باقی رہنے کے قوی امکانات موجود ہیں پھر بھی لوگوں کے ابتلائے عام کی بنا پر شریعت نے ان کو نظر انداز کیا ہے۔

اس سے کہا جاسکتا ہے کہ انقلابِ ماہیت کا مسئلہ بھی اسی قبیل سے ہے اور اسی لیے فقہاء حنفیہ نے انہی تیس[۳۵] مطہرات کے ذیل میں انقلابِ عین کو بھی شمار کیا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ یہاں بھی توسّع کے اصول کو نظر انداز نہ کیا جائے۔

اسی لیے یہ قول زیادہ قرینِ مصلحت ہے کہ بنیادی عناصر کی کلی تبدیلی کے

بجائے جزوی تبدیلی کافی ہے۔

امام محمد اور امام ابو یوسف کے اختلاف سے روشنی

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ انقلابِ ماہیت کے مسئلہ میں امام ابو یوسف کا اختلاف گذر چکا ہے۔ وہ بہت سے مطہرات کو تسلیم کرنے کے باوجود انقلابِ ماہیت کو بحیثیت سببِ تطہیر ماننے کے لیے تیار نہیں۔ ان کی دلیل علامہ ابن ہمام نے یہ نقل کی ہے کہ چوں کہ نجاست کسی نہ کسی درجہ میں باقی رہ جاتی ہے، بالکلیہ ختم نہیں ہوتی، مثلاً غلاظت کو جلا کر راکھ بنا دیا جائے تو یہ راکھ بھی تو اسی نجاست کا حصہ ہے۔ اس لیے احتیاط یہ ہے کہ اس کو ناپاک مانا جائے[۳۴]

امام ابو یوسف کی یہ دلیل اپنے اندر خواہ کتنا ہی وزن رکھتی ہو لیکن زیرِ بحث مسئلہ میں اس کا لحاظ اس لیے ممکن نہیں کہ اگر کسی نہ کسی درجہ میں نجاست باقی رہنے کے احتمال کا اعتبار کیا جائے تو اس قسم کے دیگر ذرائعِ تطہیر کو بھی تسلیم کرنا مشکل ہو جائے گا اس لیے کہ اس نوع کے تمام تر ذرائعِ تطہیر میں یہ احتمال پوری قوت کے ساتھ موجود ہے۔

امام محمدؒ نے امام ابو یوسف کے اس نقطۂ نظر کے باوجود انقلابِ ماہیت کو مطہر تسلیم کیا اور عام طور پر اربابِ فتاویٰ نے اس کو اختیار کیا۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ تمام فقہاء یہ جانتے ہوئے کہ بالکلیہ نجاست ختم نہیں ہوتی اور نہ تمام اجزاء متغیر ہوتے ہیں بلکہ سابقہ حقیقت کے کچھ اثرات باقی رہتے ہیں، اس کو مطہر قرار دیا۔ اس کا مطلب ہے کہ امام محمد کے وقت ہی سے یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ انقلابِ ماہیت کے لیے غالب تغیر کافی ہے، کلی تغیر ضروری نہیں۔

البتہ یہ ضروری ہے کہ بنیادی اوصاف کا تغیر ہوا ہو، خارجی اوصاف کے تغیر سے انقلاب ماہیت کا تحقق نہیں ہوگا۔ اسی لیے علامہ شامی نے لکھا ہے کہ اگر ناپاک دودھ کا پنیر بنا لیا جائے، ناپاک گیہوں کا آٹا تیار کر لیا جائے یا ناپاک آٹا کی روٹی بنائی جائے تو طہارت حاصل نہ ہوگی اس لیے کہ یہ محض شکلوں کی تبدیلی ہے۔ ماہیت یا بنیادی اوصاف کی تبدیلی نہیں[۳۵]

نام کی تبدیلی کا اثر

علامہ ابن حزم ظاہری نے "المحلیٰ" میں اس موضوع پر کافی مفصل کلام کیا ہے۔ ان کی گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ کسی چیز کی بنیادی صفات میں ایسی تبدیلی کہ اس سے نام تبدیل ہو جائے انقلابِ ماہیت کے لیے کافی ہے، انھوں نے اس کی بہت سی مثالیں دی ہیں اور پھر کہا ہے کہ:

الاحکام للاسماء والاسماء	احکام اسماء پر مرتب ہوتے ہیں اور اسماء
تابعة للصفات التی هی حدما هی	ان صفات کے تابع ہیں جو ان کی مختلف
فیه المفرق بین انواعه[۳۶]	قسموں کے درمیان وجہ امتیاز ہیں۔

انھوں نے اس کی دلیل یہ دی ہے کہ اللہ نے ہمیں جس نام سے مخاطب کرتے ہوئے حکم دیا ہے، اگر وہ نام باقی نہ رہے تو حکم بھی باقی نہ رہے گا اور ہم اس کے مکلف نہ ہوں گے۔[۳۷]

نام کی تبدیلی سے ماہیت اور حکم کی تبدیلی کو فقہاء حنفیہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔[۳۸]

انقلابِ ماہیت میں نفس مادہ تبدیل نہیں ہوتا

مگر ابن حزم نے ذرا وضاحت کے ساتھ اس سے اگلی بات بھی تحریر کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جس کو ہم انقلابِ ماہیت کہتے ہیں اور جس کی بنیاد پر ہم حکم کے تغیر کا فیصلہ کرتے ہیں، اس میں نفس ذات تبدیل نہیں ہوتی، وہ قائم رہتی ہے اس کے صرف بنیادی عناصر تبدیل ہوتے ہیں۔ خون بدل کر گوشت ہو جاتا ہے۔ نام اور اوصاف بدل گئے اب وہ گوشت ہے خون نہیں، مگر ذات ایک ہی ہے۔ گوشت بدل کر چربی ہو جاتی ہے اب وہ گوشت نہیں ہے چربی ہے، مگر ذات ایک ہی ہے۔ پانی ہوا بن جاتا ہے یا نمک سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ اب یہ ہوا یا نمک ہے، پانی نہیں ہے، مگر ذات تو ایک ہی ہے۔ فالدم یستحیل لحما فهو حینئذ لحم ولیس دما والعین واحدة، واللحم یستحیل شحما فلیس لحما بعد بل هو شحما والعین واحدة.... والماء یستحیل هواء ا متصعدا وملحًا جامدا فلیس هو ماء بل ولا یجوز الوضوء به والعین واحدة۔[۳۹]

صاحب دلیل العروۃ الوثقیٰ نے بھی انقلابِ ماہیت کے موضوع پر کلام کیا ہے۔ ان کا خیال بھی یہی ہے کہ انقلابِ ماہیت یہ ہے کہ کسی شئی کی حقیقت اور صورتِ نوعیہ میں تبدیل ہو جائے۔ خارجی اوصاف و اجزار کے تغیر و تبدل کا اعتبار نہیں۔

وھی تبدل حقیقۃ الشئ وصورتہ النوعیۃ الی صورۃٍ اُخریٰ فانہا تطہر النجس بل المتنجس کالعذرۃ تصیر ترابا..... واما تبدل الاوصاف و تفوق الاجزاء فلا اعتبار بھما کالحنطۃ اذا صارت طحینا او عجینا او خبزا[۱]

اسی کتاب کے حاشیہ پر انقلابِ ماہیت کی حقیقت پر گفتگو کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ تغیر صرف نوعیت میں ہوتا ہے مادہ میں کوئی تغیر نہیں ہوتا۔ مادہ ایک رہتا ہے صرف صورتِ نوعیہ کے فرق سے امتیاز پیدا ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی مادہ صورت سے الگ ہو کر پایا نہیں جا سکتا۔ اسی لیے اسی مادہ کی مختلف صورتیں بنتی ہیں اور نام اور اطلاقات تبدیل ہوتے ہیں اس لیے انقلابِ حقیقت دراصل انقلابِ صورتِ نوعیہ کا نام ہے۔

انقلابِ صورت کی شکلیں

یہ انقلابِ صورت بالعموم دو طور پر ہوتا ہے، کبھی یہ ہوتا ہے کہ عناصر کی وحدت (جس سے وہ صورت تیار ہوتی تھی) کسی خارجی سبب سے پارہ پارہ ہو جاتی ہے اور اس تفرق کے نتیجے میں نئی صورتیں اور نئے اطلاقات وجود میں آتے ہیں مثلاً کسی لکڑی کو جلا دیا جائے تو لکڑی کے عناصر جل کر بکھر جائیں گے اور راکھ دھواں اور بھاپ میں تبدیل ہو جائیں گے، جل کر بکھر جانے کی بنا پر متعدد صورتیں اور متعدد نام وجود میں آجائیں گے مگر مادہ تو ایک ہی رہے گا۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عناصر کی وحدت تو ختم نہیں ہوتی لیکن وہ دوسری نوعیت میں تبدیل ہو جاتی ہے، مثلاً گدھا نمک میں گر کر نمک بن جائے۔

ان التبدل دائما یکون فی الصورۃ النوعیۃ، واما المادۃ فھی لا تبدل الی مادۃ اُخری من دون فرق بین ھذہ المادۃ وتلک المادۃ

الا بالصورة اما المادة فهي واحدة فيها والسر في ذٰلك هو أنّ المادة لا توجد وحدها مجردة عن الصورة ثم ان التبدل في الصورة وان شئت فعبّر عنه بتبدّل الحقيقة الّذى هو الصورة النوعية يكون على أنحاء فتارة يتبدل بالتفريق كما تصنع النار بالاجسام فانها تتفرق الى رماد ودخان و بخار ونحو ذٰلك واخرى بالتبدل الى نوع آخر بلا تفريق كما فعل في المملحة التي تبدل الحيوان مثلاً ملحاً [۴۱]

کتاب الرضاعۃ کے ایک جزئیہ سے تائید

فقہاء نے کتاب الرضاعۃ میں ثبوتِ رضاعت کے مسئلے کے تحت جو گفتگو کی ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اختلاط کی صورت میں تبدیلی ماہیت کے لیے اصل مادہ کی تبدیلی ضروری نہیں بلکہ اس کی طبعی خاصیت، صورت نوعیہ یا بنیادی اوصاف کی تبدیلی کافی ہے۔

چھوٹا بچہ کسی عورت کا دودھ پی لے تو اس سے رضاعت ثابت ہوجائے گی۔ لیکن اگر اس دودھ میں کھانا ڈال کر پکا دیا جائے تو اگرچہ دودھ کی مقدار بکثرت محسوس ہوتی ہو مگر اس کے استعمال سے حرمتِ رضاعت ثابت نہ ہوگی حالانکہ دودھ کا مادہ باقی ہے، صرف اس کی صورت نوعیہ تبدیل ہوئی ہے کہ پہلے وہ خالص دودھ تھا اور اب دودھ والا کھانا ہے۔ کاسانی فرماتے ہیں فان اختلط بالطعام فان مسّته النار حتى نضج لم يحرم في قولهم جميعًا لانه تغيّر عن طبعه بالطبخ [۴۲]

عورت کے دودھ میں بکری کا دودھ مل جائے اور بکری کے دودھ کی مقدار غالب ہو تو اس دودھ کے پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی [۴۳]۔

حالاں کہ بکری کے دودھ کے غلبہ سے عورت کے دودھ کا مادہ فنا نہیں ہوا، صرف تناسب بدل گیا ہے۔ اب بکری کے دودھ کے غلبہ کی بنا پر بکری کا دودھ کہلائے گا عورت کا نہیں۔

اگر عورت کے دودھ میں کوئی دوا یا پانی یا کوئی اور چیز ملا دی جائے اور

کوئی چیز ملادی جائے اور اس کا رنگ مزہ بو کا غالب حصہ تبدیل ہوجائے تو ایسے دودھ کے پینے سے بھی رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

وفی غیرہ بتغیر طعم اولون اوریح کما روی عن ابی یوسف ۴۴م

مگر رنگ مزہ اور بو کی تبدیلی سے مادہ دودھ تو تبدیل نہیں ہوا، صرف صورت نوعیہ تبدیل ہوئی۔ اسی طرح شراب کو سرکہ بنانے کی بحث کے ذیل میں آچکا ہے کہ اگر شراب میں نمک، سرکہ یا اور کوئی ایسی چیز ڈال دی جائے جس سے اس کی تلخی ختم ہوکر کھٹاپن آجائے اور نشہ ختم ہوجائے تو یہ سرکہ ہے اور اس کا استعمال حلال ہے، حالانکہ سیال مادہ اب بھی وہی ہے اور سارا تصرف اسی مادہ میں کیا گیا ہے، بس صرف مزہ، نام اور نسبت تبدیل ہوگئے ہیں۔

فقہاء نے مختلف ابواب کے تحت قلبِ ماہیت کے جن اسباب کا تذکرہ کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

جلانا، دھوپ دکھانا، کسی شئ کے اندر دوسری شئ کا ملانا، ہوا لگانا، دباغت دینا، وقت گذرنا۔ وغیرہ۔

آج کے جدید ترین دور میں قلبِ ماہیت کے بہت سے اسباب ہیں۔ کھانے پینے اور دیگر استعمالی اشیاء میں کثرت سے اس قسم کے تغیرات ہوتے ہیں جن سے ماہیت بدل جاتی ہے۔

گندے پانی کو فلٹر کرنا

آج کل شہروں میں پانی کو فلٹر کرنے کا رواج عام ہے۔ گندے اور غلیظ پانی کو فلٹر کرکے اس کے گندے عناصر کو الگ کردیا جاتا ہے اور اس پانی کو استعمال کیا جاتا ہے۔ انقلابِ ماہیت کے ضابطہ کے مطابق اس کی گنجائش نظر آتی ہے، بشرطیکہ اس میں گندگی کے اثرات محسوس نہ ہوں اور ابتلاء عام ہو اس لیے بقول امام محمدؒ:-

ان النجاسة لما استحالت	جب نجاست متغیر ہوجائے اور
وتبدلت اوصافها ومعانيها	اس کے اوصاف ومعانی تبدیل

خرجت عن کونہا نجاسۃ	ہو جائیں تو وہ نجاست باقی نہیں رہتی
لانہا اسم لذات موصوفۃ	اس لیے کہ نجاست ایک خاص صفت والی
فتنعدم بانعدام الوصف	چیز کا نام ہے، جب وہ وصف ختم ہوگا
وصارت کالخمر اذا	تو نجاست کا نام بھی ختم ہو جائے گا اور
تخللت ۴۵	یہ اسی طرح ہے جیسے شراب سرکہ بن جائے۔

ناپاک کو پاک کرنے کے چند فقہی نظائر

فقہاء کے یہاں کئی ایسے نظائر ملتے ہیں جن میں ناپاک اشیاء کو پاک کرنے کا ذکر ملتا ہے مثلاً ناپاک تیل یا ناپاک شہد کو پاک کرنے اور قابل استعمال بنانے کا طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس کو ہانڈی یا کسی برتن میں رکھ کر اس میں پانی ملا دیں اور آگ پر چڑھا دیں۔ پھر اس کو اتنا جلائیں کہ سارا پانی جل جائے اور تیل یا شہد کی اصل مقدار باقی رہ جائے، اس طرح تین بار کیا جائے تو شہد یا تیل پاک ہو جائے گا۔ یہ امام ابویوسف کی رائے ہے، امام محمد کو اس سے اختلاف ہے مگر بقول علامہ شامی اور دیگر فقہاء فتویٰ امام ابویوسف کے قول پر ہے اس لیے کہ لوگوں کے لیے اس میں سہولت ہے۔ ولو تنجس العسل فتطہیرہ ان یصب فیہ ماء بقدرہ فیغلی حتی یعود الی مکانہ، والدھن یصب علیہ الماء فیغلی فیعلو الدھن الماء فیرفع بشئی، ھکذا ثلث مرات، اھ وھذا عند ابی یوسف خلافا لمحمد، وھو اوسع، وعلیہ الفتوی کما فی شرح الشیخ اسماعیل عن جامع الفتاوی۔ ۴۶

امام ابویوسف تو اس گوشت کو بھی پاک بنانے کے قائل ہیں جس کو شراب میں جوش دے کر پکا دیا گیا یا گیہوں نجس پانی میں بھگو دیا گیا اور وہ اسی پانی میں پھول گیا۔ کھال کو ناپاک تیل یا کسی ناپاک سیال مادہ سے دباغت دیا گیا ان صورتوں میں امام محمدؒ اور بعض روایات کے مطابق امام ابوحنیفہؒ کا خیال یہ ہے کہ ان کو پاک کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ مگر امام ابویوسف گیہوں اور کھال کے بارے میں کہتے ہیں کہ تین بار پانی سے صاف کیا جائے اور ہر بار سکھایا جائے، گوشت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ پاک پانی میں تین بار پکایا جائے اور ہر بار خشک اور

ٹھنڈا کیا جائے ۔ علامہ کاسانی فرماتے ہیں :

وما قاله محمد اقيس،	امام محمد کا قول قیاس کے مطابق
وما قاله ابويوسف اوسع ؎	ہے لیکن امام ابویوسف کے قول کی
	بنیاد توسع پر ہے ۔

اس طرح کی اور بھی مثالیں موجود ہیں جن میں عموم بلویٰ کے پیش نظر عام ضابطہ سے ہٹ کر لوگوں کی حاجات کا خیال رکھا گیا ہے مثلاً کنویں میں نجاست گر گئی، پورا کنواں ناپاک ہوگیا، مگر مختلف چیزوں کے تناسب سے مختلف مقدار مقرر کی گئی کہ اتنے ڈول پانی نکالنے سے کنواں پاک ہوجائے گا، حالانکہ آخری ڈول سے قبل تک پورا پانی ناپاک تھا اور آخری ڈول نکلتے ہی پورا پانی پاک ہوگیا، اس ڈول سے ٹپکنے والے قطرات بھی ناپاک نہیں رہے ۔ علامہ کاسانی امام کے قول کی توجیہہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فان الدلو الأخير	اس لیے کہ آخری ڈول نجاست
تعين للنجاسة شرعًا	کے لیے شرعًا متعین ہے اس دلیل
بدليل انه اذا نحی عن	سے کہ کنویں کے سرے سے یہ آخری
رأس البئر يبقى الماء	ڈول جوں ہی نکل جاتا ہے تو بقیہ
طاهرا وما يتاقطر فيها	پانی پاک ہوجاتا ہے ۔ رہے اس
من الدلو سقط اعتبار	ڈول سے ٹپکنے والے قطرات تو دفعِ
نجاسته شرعًا دفعًا	حرج کے لیے شرعًا اس کی نجاست کا
للحرج، اذ لو اعطى للقطرات	اعتبار ساقط ہے، اس لیے کہ ان قطرات
حكم النجاسة لم يطهر بئر	پر نجاست کا حکم لگایا جائے تو کنواں
ابدًا وبالناس حاجة الى	کبھی پاک نہ ہوگا ۔ جب کہ لوگوں کو
الحكم بطهارة الآبار بعد	نجاست گرنے کے بعد کنواں کی طہارت
وقوع النجاسات فيها ؎	کی ضرورت ہے ۔

مذکورہ مسائل پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی میں بلکہ عموم بلویٰ کے تمام مسائل میں فقہاء نے کافی رعایت کا معاملہ کیا ہے ۔ اس روشنی میں اگر کسی

نہر یا ندی کا گندہ پانی فلٹر کر کے صاف کر دیا جائے تو اس کا استعمال درست ہوگا۔ ایک تو انقلابِ ماہیت کی بنیاد پر دوسرے اس لیے کہ آج شہروں میں لوگوں کو استعمالی پانی کی جو دقت ہے اس کے پیش نظر اس میں توسع کا پہلو اختیار کرنا زیادہ مناسب ہے۔

ناپاک چربی سے تیار ہونے والے صابن کا حکم

آج کل صابن میں عموماً چربی ڈالی جاتی ہے اور یہ چربی مردار کی بھی ہوتی ہے اور مردار خنزیر کی بھی ہوسکتا ہے، لیکن یہ چربی دوسری اشیاء کے ساتھ مل کر جب صابن میں تبدیل ہوگئی تو اب یہ مردار کی چربی نہیں رہی۔ یہ پاک صابن ہے اور اس کا استعمال درست ہے۔ فقہاء نے اپنی کتابوں میں صراحت کے ساتھ اس جزئیہ کو بیان کیا ہے۔ علامہ شامی رقم طراز ہیں۔

جعل الدهن النجس فی صابون یفتی بطهارته لانه تغیر والتغیر یطهر عند محمد ویفتی به للبلوی وظاهره ان دهن المیتة کذلك لتغیره بالنجس دون المتنجس.... وعلیه یتفرع مالو وقع انسان او کلب فی قدر الصابون فصار صابونا یکون طاهرا بتبدل الحقیقة[۷۹]

علامہ شامی نے امام محمد کے انقلابِ ماہیت والے اصول پر ناپاک مادہ سے تیار ہونے والے صابن کو پاک قرار دیا ہے۔ بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ یہ حکم صرف صابن کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ انقلابِ ماہیت کی ہر صورت جس میں ابتلاء عام ہو اس کا حکم یہی ہے۔ خواہ وہ بسکٹ ہو جس میں چربی ملائی جاتی ہو یا ٹوتھ پیسٹ ہو جس میں مردار ہڈیوں کا پاوڈر ملایا گیا ہو۔

ومقتضاه عدم اختصاص ذلك الحکم بالصابون فیدخل فیه کل ما کان فیه تغیر وانقلاب حقیقة وکان فیه بلوی عامة[۸۰]

ہڈیوں کے پاوڈر سے تیار شدہ مرہم

فقہ حنفی کی کتابوں میں ہڈیوں سے تیار ہونے والے کسی چیز کا صراحةً ذکر تو نہیں

ملا لیکن انقلاب ماہیت کے مفتی بہ اصول پر اس کی پوری گنجائش نظر آتی ہے۔ البتہ فقہ مالکی کی کتاب مطالب علی خلیل میں مردار کی ہڈی سے تیار شدہ مرہم کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے بارے میں مختلف روایات نقل کی گئی ہیں۔ امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس قسم کا مرہم لگائے ہوئے ہو تو اس حالت میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ ابن عرفہ نے بھی یہی بات شیخ کی روایت سے نقل کی ہے لیکن ابن ماجشون سے منقول ہے کہ یہ مرہم لگا کر نماز پڑھنا درست ہے یعنی یہ پاک ہے۔ فقہ مالکی میں بھی انقلاب ماہیت کا اصول تسلیم کیا گیا ہے اس سے ابن ماجشون کے نظریہ کو تقویت ملتی ہے۔ بالخصوص اس صورت میں جب کہ خالص ہڈیوں کے پاؤڈر ہی سے مرہم یا ٹوتھ پیسٹ تیار نہ کیا گیا ہو بلکہ بہت سی اشیاء سے مل کر تیار کیا گیا ہو۔ بلکہ بہت ممکن ہے کہ مذکورہ اختلاف شاید صرف اس صورت کے ساتھ خاص ہو جب کہ پورا مرہم پاؤڈر ہی سے تیار کیا گیا ہو اور اس میں کوئی اور شئ نہ ملائی گئی ہو اس صورت میں انقلاب ماہیت مشکوک ہو جاتا ہے۔

ذكر في الطراز عن مالك في المرتك (مرہم) المصنوع من عظام الميتة لا يصلي به وعن ابن الماجشون انه يصلي به وقال ابن عرفة روى الشيخ ان جعل مرتك صنع من عظم ميتة لقرحة وجب غسله اھ

انگریزی اور ہومیوپیتھ دواؤں کا حکم

یہاں اہم ترین مسئلہ ان دواؤں کا ہے، جن میں الکوحل یا دوسری نجس اشیاء (مثلاً مذبوح جانوروں کا خون وغیرہ) ملائی جاتی ہیں جو دوا کے مختلف اجزاء سے مل کر ایک نئی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ آج کل زیادہ تر انگریزی دواؤں اور ہومیوپیتھ دواؤں کا یہی حال ہے۔

اس مسئلہ پر ہم کئی اعتبار سے غور کر سکتے ہیں۔

(۱) حرام چیزوں سے علاج کا جواز ہے یا نہیں؟ (۲) الکوحل کی حقیقت کیا ہے؟ فقہ حنفی کی رو سے کیا اس پر قرآنی خمر کا اطلاق ہوتا ہے (۳) اور دواؤں میں ڈالنے کے

بعد اس کی ماہیت بدل جاتی ہے یا نہیں؟

حرام چیزوں سے علاج کا مسئلہ

حرام اور ناپاک چیز سے علاج کے باب میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

حنابلہ مطلقاً عدم جواز کی طرف گئے ہیں۔ ان کے نزدیک نہ کسی حرام چیز سے علاج جائز ہے اور نہ ایسی چیز سے جائز ہے جس میں کوئی حرام یا ناپاک چیز ملائی گئی ہو۔[۵۲]

شافعیہ کے نزدیک خالص حرام یا نجس چیز سے علاج درست نہیں، اسی طرح مسکرات سے علاج درست نہیں، البتہ اگر اس کو کسی جائز دوا میں اس طرح ملا دیا جائے کہ وہ باہم ایک دوسرے سے متمیز نہ ہو سکے اور بالکل حل ہو جائے جس کو فقہی اصطلاح میں استہلاک کہتے ہیں تو اس سے علاج درست ہے بشرطیکہ یہ دوا تجویز کرنے والا ڈاکٹر ماہر ہو اور اس مرض میں علاج کے لیے یہی دوا متعین ہو اور کوئی دوسری جائز دوا موجود نہ ہو۔[۵۳] یا دوسری جائز دوا موجود ہو مگر اس سے جلدی شفایابی کا یقین نہ ہو اور کسی ماہر ڈاکٹر نے اس رائے کا اظہار کیا ہو۔[۵۴]

مالکیہ اس باب میں حنابلہ کے ہم خیال ہیں۔[۵۵]

البتہ انتہائی شدید صورتِ حال میں خارجی استعمال کے لیے اس کی اجازت ہے۔[۵۶]

حنفیہ کا نقطۂ نظر

حنفیہ میں اس سلسلے میں مختلف اقوال ہیں۔ امام ابوحنیفہ سے مشہور روایت یہ ہے کہ حرام چیزوں سے علاج درست نہیں۔ امام ابویوسف اور امام محمد کے نزدیک درست ہے۔[۵۷]

لیکن عام طور پر فقہاء احناف نے دونوں قول کو ملا کر یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اگر طبیب حاذق مریض کے لیے کوئی حرام دوا تجویز کرے اور کہے کہ اس کے علاوہ کوئی جائز دوا موجود نہیں ہے تو ایسے مریض کے لیے حرام دوا استعمال کرنا جائز ہے۔[۵۸]

حنفیہ کا یہی قول معمول بہ ہے۔ فقہ حنفی کے کئی نظائر سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ پیاسے کو ضرورتاً شراب پینے اور بھوکے کو مردار کھانے کی اجازت ہے۔ نکسیر کی صورت

میں بطور علاج اس کی پیشانی پر خون سے سورہ فاتحہ لکھنا جائز ہے[۵۹] اور حدیث پاک کی بنا پر مرد کے لیے سونے کی ناک بنوانے کی اجازت ہے[۶۰] تو کسی ایسی دوا کا استعمال کیوں جائز نہ ہوگا جس میں حرام چیز ملی ہوئی ہو یا ناپاک مادہ سے تیار ہوئی ہو۔

عدم جواز کے دلائل

جو حضرات حرام چیزوں کو بطور علاج استعمال کرنے کے قائل نہیں ہیں ان کے استدلال کی بنیاد حسب ذیل روایات ہیں۔

ابو داؤد میں حضرت ابوالدرداء کی روایت ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ انزل الداء والدواء وجعل لکل داء دواءً فتداووا ولا تتداووا بحرام[۶۱]	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ نے مرض اور دوا دونوں نازل فرمائی، اس لیے علاج کرو مگر حرام چیزوں سے علاج نہ کرو۔

حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے:

ان طارق بن سوید سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الخمر فنہاہ ثم سالہ فنہاہ او کرہ ان یصنعہا فقال انما اصنعہا للدواء فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لیس بدواء ولکنہ داء[۶۲]	طارق بن سوید نے نبی کریم سے شراب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس سے منع فرمایا یا آپ نے شراب بنانے کو ناپسند فرمایا تو انھوں نے کہا اے اللہ کے نبی یہ میں دوا کے لیے بناتا ہوں تو نبی کریم نے ارشاد فرمایا یہ دوا نہیں ہے یہ تو بیماری ہے۔

حضرت ام سلمہؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ لم یجعل شفاءکم فی حرام[۶۳]	بیشک اللہ نے حرام چیزوں میں تمہارے لیے شفا نہیں رکھی۔

مذکورہ روایات میں حرام چیزوں کو بطور دوا استعمال کرنے سے روکا گیا ہے لیکن جو حضرات جواز کے قائل ہیں ان کے نزدیک یہ روایات حالتِ اختیار سے متعلق ہیں۔ یعنی اگر مریض کے پاس کوئی متبادل جائز دوا موجود ہو تو حرام یا ناپاک دوا

استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔[64]

امانی الاحبار میں لکھا ہے کہ جس طرح سخت بھوک کی حالت میں حرام چیز حلال بن جاتی ہے اور ان کی حرمت متعلقہ شخص کے لیے باقی نہیں رہتی اسی طرح کسی مرض کا علاج اگر متعین طور پر معلوم ہو جائے کہ فلاں ناجائز دوا ہی سے ممکن ہے تو اس کی حرمت بھی متعلقہ مریض کے لیے ختم ہو جائے گی، وہ اس کے لیے حرام نہیں رہے گی اس لیے حرام سے علاج کا الزام اس پر نہیں آئے گا اور مذکورہ احادیث کے خلاف نہ ہوگا۔[65]

خمر کا اطلاق

دوسرا مسئلہ الکوحل کا ہے کہ اس کا تعلق شراب کی اس قسم سے ہے اور فقہ حنفی کی رو سے اس حرمت کا درجہ کیا ہے؟ دراصل خمر کے تعلق سے قرآن میں آیت آئی ہے۔

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَ	شراب جوا بت اور پانسے گندی
الْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ	چیز اور شیطانی عمل ہے اس لیے اس
عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ (مائدہ:۹۰)	سے پرہیز کرو۔

مگر خمر کس قسم کی شراب کو کہتے ہیں۔ فقہاء کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک خمر کا اطلاق حقیقی معنی میں صرف انگوری شرابوں پر ہوتا ہے بشرطیکہ اس کا دو ثلث جلا نہ دیا گیا ہو۔ دوسری شرابوں پر اس کا اطلاق مجازاً ہے یا بالواسطہ ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل) کے نزدیک خمر ہر قسم کی شراب کو کہتے ہیں۔ صاحب القاموس نے لغوی طور پر خمر کا اطلاق ہر قسم کی شراب پر کیا ہے۔ مگر امام لغت علامہ زمخشری نے اس کے لغوی معنی وہی بتائے ہیں جو امام ابوحنیفہ بیان کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ علامہ زمخشری کا مقام صاحب القاموس سے مقدم ہے۔[66]

دیگر ائمہ نے ان روایات سے استدلال کیا ہے جن میں حضور نے ہر مسکر پر خمر

---

[65] محرمات کے ذریعہ علاج کے جواز و عدم جواز کے موضوع پر راقم نے اپنی کتاب 'صحت و مرض اور اسلامی تعلیمات' مطبوعہ ادارۂ تحقیق ۱۹۹۴ء میں دونوں طرف کے دلائل کی روشنی میں صحیح نقطۂ نظر واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ ملاحظہ ہو بحث 'حلال چیزوں سے علاج کیا جائے' ص ۲۷۹ تا ۲۸۴۔ بحث 'محرمات کے ذریعہ علاج' ص ۲۸۵۔۳۲۲ (عمری)

کا اطلاق فرمایا ہے، اور انگوری وغیر انگوری کی تفریق نہیں کی ہے ۔ مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

کل مسکر خمر وکل خمر حرام[67] ہر مسکر خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے ۔

مگر حنفیہ اس طرح کی روایات کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان میں خمر کا اطلاق تمام مسکرات پر حقیقی طور پر نہیں بلکہ معنوی طور پر ہے اس لیے کہ لغت اور عربوں کے حقیقی اطلاق کے لحاظ سے خمر کا اطلاق صرف انگوری شراب پر ہوتا ہے ۔ یا دو تہائی سے کم پکی ہوئی انگوری شراب پر، اور قرآن نے حرمت کا حکم خمر پر عائد کیا ہے، اس لیے یہ حکم صرف اس کے حقیقی معنی ہی پر عاید ہوگا ۔ باقی شرابیں معنوی اشتراک کی بنا پر خمر کے ذیل میں آتی ہیں ۔ وہ علتِ سکر کے ساتھ مقید ہوں گی ۔ اس لیے کہ ان کی حرمت کا ثبوت اجتہاد یا اخبارِ آحاد سے ہے ، اس لیے ان کو وہ قطعیت حاصل نہیں ہے جو خمر کو حاصل ہے، اور جو مسئلہ اجتہاد اور قیاس سے ثابت ہو وہ اپنی علت کے ساتھ مربوط ہوتا ہے ، اگر کسی صورت میں وہ علت موجود نہ ہو تو حکم بھی عائد نہ ہوگا ۔ مثلاً انگور کے شیرہ کو اتنا پکا دیا جائے کہ اس کا دو تہائی جل جائے اور صرف ایک تہائی باقی رہ جائے ۔ یا انگور کے علاوہ کسی دوسری چیز کی شراب اگر اس کو تھوڑا پینے سے نشۃ آئے تو امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کے نزدیک اس کے استعمال کی گنجائش ہے ۔ بشرطیکہ اس کا استعمال نیک مقاصد مثلاً تقویت یا علاج وغیرہ کے لیے کیا گیا ہو، محض لہو ولعب مقصود نہ ہو اور صرف اتنی ہی مقدار استعمال کی جائے جس کے بارے میں یقین یا غلبہ وگمان ہو یا عادتاً علم ہو کہ اس سے نشہ پیدا نہ ہوگا، البتہ امام محمد کو اس رائے سے اختلاف ہے[68]

حنفیہ کے دلائل

ان حضرات کے سامنے ایک تو لغوی اطلاق ہے، دوسرے بعض روایات و آثار سے ان کو تقویت ملتی ہے، مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت اور انگور کی بیل کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

الخمر من هاتين الشجرتين[69] یعنی خمر ان دونوں درختوں سے تیار ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک
اتی بنبیذ فشمہ فقطب	نبیذ لائی گئی، آپ نے اس کو سونگھا تو
وجہہ لشدتہ ثم دعا	چہرۂ مبارک اس کی شدت کی وجہ سے
بماء فصبّہ علیہ وشرب	متغیر ہوگیا پھر آپ نے پانی منگوایا اور
منہ [٤٠]	اس میں ڈالا اور پھر اس سے نوش فرمایا۔

حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں:۔

کنا ننتبذ لرسول اللہ	ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
صلی اللہ علیہ وسلم فی	لیے ایک برتن میں نبیذ بناتے تھے ہم
سقاء فنأخذ قبضۃ من تمر	ایک مٹھی کھجور اور ایک مٹھی کشمش اس
و قبضۃ من زبیب فنطرحہما فیہ	میں ڈالتے پھر پانی اس پر ڈال دیتے
ثم نصب علیہ الماء فننتبذہ	تھے، اس طرح ہم صبح میں نبیذ بناتے
غدوۃ فیشربہ عشیۃ وننتبذ	تو حضور رات میں نوش فرماتے اور رات
عشیۃ فیشربہ غدوۃ۔ [٤١]	میں نبیذ بناتے تو صبح نوش فرماتے تھے۔

حضرت عمر کے بارے میں مروی ہے کہ انھوں نے حضرت عمارؓ بن یاسر کو تحریر فرمایا:۔

انی اتیت بشراب من	میرے پاس شام سے ایک شراب
الشام طبخ حتی ذھب	آئی جس کو پکا کر دو ثلث جلا دیا گیا اور
ثلثاہ وبقی ثلثہ، فذھب	ایک ثلث باقی رہا تو اس سے اس کے
منہ شیطانہ وریح جنونہ	شیطانی اور جنونی اثرات ختم ہو گئے
وبقی طیبہ وحلالہ، فمر	اور طیب وحلال حصہ باقی رہ گیا اپنی
المسلمین قبلک فلیتوسعوا	طرف مسلمانوں کو حکم دو کہ اپنے مشروبات
بہ فی أشربتہم [٤٢]	میں وسعت سے کام لیں۔

اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ جب تک شراب کا دو تہائی حصہ نہ جلا دیا گیا ہو اس کی قوت مسکرہ باقی رہتی ہے اور دو تہائی جل جانے کے بعد وہ لائق استعمال

بن جاتی ہے۔

خمر اور دوسری شرابوں میں فرق

ان روایات سے امام ابو حنیفہ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ انگور کی مخصوص شرابوں کے علاوہ تمام شرابوں کی حرمت قطعی نہیں ہے بلکہ اجتہادی ہے، یعنی اس کی حرمت سکر کے ساتھ مشروط ہے اور بہت تھوڑی مقدار جو کسی جائز مقصد کے لیے استعمال کی جائے اور سکر پیدا نہ ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

خمر انگوری کی حرمت چوں کہ قرآن سے صاف طور پر ثابت ہے اس لیے یہ شراب اپنے حقیقی مصداق میں بلا کسی علت کے حرام ہے، اور اس کا قلیل اور کثیر دونوں حرام ہیں، لیکن دوسری شراب حرام تو ہیں مگر اتنی تھوڑی مقدار جس سے نشہ پیدا نہ ہو (اس کا فیصلہ ڈاکٹر کی تجویز، غلبۂ گمان اور عادت سے کیا جائے گا) اس کی گنجائش ہے۔[۴]

قلیل و کثیر میں فرق

اور اس پر حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے کہ ایک چیز جب حرام ہے تو پوری ہی حرام ہونا چاہیے۔ کثیر حرام ہو اور قلیل حرام نہ ہو، یہ بالکل عجیب بات ہے۔ مگر کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ شریعت اسلامیہ میں اس طرح کی اور بھی نظیریں موجود ہیں مثلاً ریشم مَردوں کے لیے حرام ہے مگر چار انگشت کے بقدر حلال ہے۔ یہی حال سونا اور چاندی کا ہے۔ قرآن میں نہر طالوت کا ذکر آیا ہے لشکر کے لوگوں کے لیے اس سے زیادہ مقدار میں پینا ممنوع تھا اور تھوڑی مقدار پینے کی اجازت تھی وغیرہ۔[۴۳]

غیر انگوری شرابوں کی نجاست کا مسئلہ

یہیں پر اس کی نجاست کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ غیر انگوری شرابوں کی جو

---

[۴] اس مسئلہ میں دیگر ائمہ کے نقطۂ نظر کو تفصیل سے سمجھنے کے لیے ملاحظہ ہو۔ ابن حجر، فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۶۸ تا ۱۷۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۹۹۶ء نیز دیکھی جائے۔ شوکانی، نیل الاوطار ج ۸ ص ۱۹۴ تا ۲۰۵ طبع قاہرہ مصر ۱۹۷۱ء (جلال الدین)

مقدار قلیل حلال ہے وہ پاک بھی ہے۔ اس لیے کہ اگر وہ ناپاک ہوتی تو اس کا استعمال کبھی جائز نہ ہوتا۔ اللہ نے کسی گندی اور ناپاک چیز کو انسانوں کے لیے حلال نہیں کیا۔ اس نے صرف پاکیزہ چیزوں کو حلال کیا ہے جس کا اشارہ قرآنی لفظ "طیبات" سے ملتا ہے طیبات کا اطلاق بہت ہی پاکیزہ چیزوں پر ہوتا ہے۔ لیکن حرمت کے لیے ناپاک ہونا ضروری نہیں۔

بعض پاک چیزیں بھی حرام ہیں مثلاً زہر قاتل پاک ہے مگر حرام ہے۔

علامہ شامی رقم طراز ہیں۔

والحاصل انہ لا یلزم من حرمۃ الکثیر المسکر حرمۃ قلیلہ ولا نجاستہ مطلقا الا فی المائعات لمعنی خاص بہا، اما الجامدات فلا یحرم منہا الا الکثیر المسکر، ولا یلزم من حرمتہ نجاستہ کالسم القاتل فانہ حرام مع انہ طاھر[۳۷]

اس تفصیل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فقہ حنفی کے مطابق وہ مسکرات جو انگور کے علاوہ کسی اور چیز سے تیار ہوتے ہیں یا ان کو کافی مقدار میں پکا کر جلا دیا جاتا ہے۔ ان کی خرید و فروخت اور جائز مقاصد کے لیے ان کا استعمال درست ہے بلکہ اس میں کوئی کراہت بھی نہیں ہے بشرطیکہ حدِ سکر سے کم مقدار میں استعمال کی جائے۔ فقہ حنفی میں اس سلسلے میں کافی توسع پایا جاتا ہے، اس سے آج کے دور میں بہت فائدہ اٹھانا چاہیے۔

الکوحل کا مسئلہ

الکوحل (جو کہ جوہر شراب ہے) اس کا استعمال آج کل عام ہے۔ الکوحل سے پاک چیزوں کی کمی کی بنا پر آج لوگوں کے لیے کافی دقتوں کا سامنا ہے۔ الکوحل کن چیزوں سے تیار ہوتا ہے۔ حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب نے "تکملہ فتح الملہم" میں اپنی تحقیق تحریر کی ہے کہ میں نے اس کے لیے انسائکلو پیڈیا آف برٹانیکا سے مراجعت کی اور اس کے فارمولے کو دیکھا تو اس فہرست میں کہیں انگور یا کھجور کا ذکر نہیں تھا فہرست میں جن چیزوں کے نام دئیے گئے تھے وہ درج ذیل ہیں:

شہد، پکایا ہوا گاڑھا شیرہ دانہ، جو، جودار، اناناس کا رس، سلفات اور گندھک، اس کا مطلب ہے کہ الکوحل ایک غیر انگوری مسکر ہے اس لیے اس کی حرمت خمر سے کم ہے اور سکر کی علت کے ساتھ مشروط ہے، الکوحل کی وہ مقدار یا الکوحل سے تیار کردہ وہ مرکب جس سے نشہ پیدا نہ ہو اس کا استعمال فقہ حنفی کے مطابق درست ہے اور آج لوگوں کی حاجتوں کے پیش نظر فقہ حنفی کے اس قول کو اختیار کرنا زیادہ آسان ہے۔

وانما نبهت على هذا لان الكحول المسكرة (Alcohols) اليوم صارت تستعمل فى معظم الادوية وقد عمت بها البلوى واشتدت اليها الحاجة والحكم فيها على قول ابى حنيفة سهل لانها ان لم تكن مصنوعة من النى من ماء العنب فلا يحرم بها عنده والذى ظهر لى ان معظم هذه الكحول لا تصنع من العنب بل تصنع من غيرها وراجعت له دائرة المعارف البريطانيه المطبوعة ١٩٥٠م ١: ٥٤٤ فوجدت فيها جدولا للمواد التى تصنع منها هذه الكحول فذكر فى جملتها العسل والدبس والحب والشعير والجودار وعصير اناناس (التفاح الصوبرى) والسلفات والكبريتات ولم يذكر فيها العنب والتمر[۵۹]

تیسرا پہلو ہے انقلاب ماہیت، الکوحل اسپرٹ یا خون یا اس طرح کی کوئی اور حرام اور ناپاک چیز شامل کرکے کیمیاوی عمل کے ذریعہ ایک مرکب تیار کر لیا گیا تو ان نجس اشیاء کی ماہیت تبدیل ہوئی یا نہیں؟

اوپر تبدیل ماہیت سے متعلق جو جزئیات نقل کی گئی ہیں، ان کی روشنی میں یہ بھی انقلاب ماہیت ہی کی صورت معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے کہ شراب میں بنیادی طور پر ایک ہی وصف ہوتا ہے۔ مرارہ (تلخی) یا سکر، دوا میں ڈالنے کے بعد اس کی یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہ انگریزی دوائیں پینے سے سکر کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی، ممکن ہے زیادہ مقدار استعمال کرنے پر غشی یا چکر کی کیفیت پیدا ہو مگر یہ دوا کی قوت کا اثر بھی ہو سکتا ہے، سکر ہونا ضروری نہیں، البتہ الکوحل کا نفس مادہ ختم نہیں ہوتا بلکہ صرف اس کی کیفیت سکر ختم ہو جاتی ہے، نفس مادہ اپنی دوسری خصوصیت اور قوت کے ساتھ دوا کے اندر موجود رہتا ہے، اس لیے کہ دوا میں

الکوحل ڈالنے کا مقصد دوا کا تحفظ و بقا ہے۔ اس سے دوا ایک خاص مدت تک محفوظ رہتی ہے، خراب نہیں ہوتی، تو الکوحل اگر اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ فنا ہوگیا ہوتا تو دوا کے تحفظ کی تاثیر اس میں باقی نہ رہتی مگر اس سے حکم پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس لیے کہ اوپر ہم متعدد جزئیات و نظائر کے حوالے سے ثابت کر چکے ہیں کہ انقلابِ ماہیت کے لیے تمام خصوصیات کا ختم ہونا ضروری نہیں، ان بنیادی صفات کا ازالہ ضروری ہے اور کسی بھی مسکر میں بنیادی وصف اس کا مزہ یا سکر ہوسکتا ہے اور وہ باقی نہیں رہتا اس لیے کہ اس کا مزہ بھی تبدیل ہو جاتا ہے اور سکر بھی ختم ہو جاتا ہے۔

یہی حال دوسری نجاستوں کا بھی ہے کہ دواؤں میں ڈالے جانے کے بعد ان میں بھی انقلابِ ماہیت کا عمل ہوتا ہے اس لیے کہ نہ ان کا رنگ باقی رہتا ہے اور نہ مزہ اور بو، دوا میں مل کر ایک نیا مرکب تیار ہوتا ہے جس کا رنگ بو اور مزہ الگ ہوتا ہے۔ البتہ اس کی تاثیر (جس مقصد کے لیے بھی ان کو ڈالا جاتا ہے) ضرور باقی رہتی ہے، مگر یہ جزوی بقا ہے جس سے انقلابِ ماہیت کے عمل پر اثر نہیں پڑتا۔

مذکورہ تینوں پہلوؤں پر ایک ساتھ غور کرنے سے انگریزی اور ہومیوپیتھ دواؤں کا مسئلہ حل ہوتا نظر آتا ہے، اس لیے کہ اولاً فقہ حنفی کے معمول بہ قول کے مطابق حرام اور نجس چیز سے علاج درست ہے اور فقہ شافعی کی رو سے اگر نجس چیز کسی جائز دوا میں مستہلک ہو جائے اور باہم متمیز نہ رہے تو اس کا استعمال جائز ہے۔ دوسرے، دواؤں میں زیادہ تر الکوحل کا استعمال ہوتا ہے اور الکوحل کا تعلق ایسی شراب یا ایسے مسکر سے ہے جو انگور یا کھجور سے تیار نہیں ہوتا بلکہ دوسری متفرق چیزوں سے تیار ہوتا ہے اور غیر انگوری شراب کا استعمال ضرورت کے تحت یا جائز مقاصد کے لیے درست ہے بشرطیکہ اس سے سکر پیدا نہ ہو اور جائز مقدار تک کوئی نجاست بھی باقی نہیں رہتی۔ تیسرے، الکوحل یا اس جیسی کوئی حرام یا نجس چیز دوا میں ڈالنے کے بعد اپنی ماہیت تبدیل کر لیتی ہے۔ غرض ان تینوں پہلوؤں میں سے کوئی پہلو ایسا نہیں جن سے ان دواؤں کی حرمت یا نجاست ثابت ہو سکے، بالخصوص ایسی صورت میں جب کہ ان دواؤں کے سوا کوئی اور متبادل طریقۂ علاج آسانی سے میسر نہیں، اس لیے آج کے دور میں ان دواؤں کے تعلق سے کوئی منفی بات سوچنا لوگوں کو دقت میں ڈالنا ہے۔

اکابرِ دیوبند کے فتاوی پر ایک نظر

البتہ یہاں کھٹکنے والی بات صرف یہ ہے کہ ہمارے بعض اکابر دیوبند کے فتاویٰ میں اس کے استعمال کو ناجائز و حرام قرار دیا گیا ہے، مثلاً حضرت گنگوہیؒ کے فتاویٰ میں ہے :

سوال : اکثر ادویاتِ انگریزی مثل عرق وغیرہ جو تیار ہو کر آتا ہے، بظاہر اس میں اختلاط شراب جو بوجہ سرعت نفوذ و تاثیر کے باوصف قلت مقدار جو خصائص شراب سے ہے، اور بعض واقف لوگوں سے بعض عرق و بسکٹ وغیرہ میں اختلاط شراب معلوم ہوا بھی ہے، ایسی حالت میں استعمال اس کا منع ہے یا نہیں ؟

جواب : جس میں خلط شراب یا نجس شئی کا ہے اس کا استعمال باوجود علم کے حرام ہے اور لاعلمی میں معذور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۳۰۶ھ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا فتویٰ ہے :

سوال : آج کل خواص و عوام بلا تکلف انگریزی ادویہ کو استعمال کرتے ہیں، جن کی ساخت میں اکثر روح الخمر اور رکٹی فائی اسپرٹ اور سیری وائن پڑتی ہے ٹنکچر، ایتھر، وائن اکسٹرا کٹ اسی کی لاگ سے بنائے جاتے ہیں، مگر کہا جاتا ہے کہ ان کا نشہ کم ہے سمیت بڑھی ہوتی ہے، زیادہ مقداریں دیں تو نشہ کریں مگر زیادہ میں دینے سے آدمی مر بھی جاتا ہے، مگر سب دوائیں ایسی نہیں کہ زیادہ مقداریں دینے سے آدمی مر ہی جائے، اب فرمائیے کہ انگریزی ادویہ کا استعمال جائز ہوا یا ناجائز؟

الجواب : روح الخمر و جوہر شراب چوں کہ یقیناً اجزائے خمر سے ہے، اس کی حرمت سکر پر موقوف نہیں۔ فی الدر المختار وکرہ شرب دردی الخمر الی قولہ ولکن لا یحد شاربہ بلا سکر اھ وقد صرحوا بحرمۃ تناول الخبز الذی عجن دقیقہ بالخمر اور جب کہ اس میں سکر بھی ہو تب تو اس میں شبہ کی کوئی وجہ ہی نہیں۔ سو جواہر متعارفہ فی زماننا میں بھی سکر ہے اور مقدار قلیل سے بالفعل سکر نہ ہونا منافی وجود سکر نہیں کیونکہ سکر سے مراد عام ہے بالقوہ ہو یا بالفعل۔ فی الدر

المختار وحرمها محمد مطلقا وبه یفتی الیٰ قوله ما اسکر کثیرہ فقلیله حرام اھ
اور اسی طرح سم ہونا بھی منافی سکر نہیں ہے بلکہ اس کا مؤید و موکد ہے کیونکہ منتہی سکر کا ہلاک اور سمیت ہے کما لا یخفی علی ماھر الطبیعیات اس تحقیق سے ادویۂ مسئولہ کا حکم معلوم ہوگیا کہ استعمال جائز نہیں لیکن جب کہ بالیقین اشیاء سے خالی ہو۔ واللہ اعلم[67]

جواب سے ظاہر ہے کہ یہ فتویٰ اس بنیاد پر دیا گیا ہے کہ الکوحل یا اسپرٹ روح الخمر ہے اور اجزائے خمر سے ہے جب کہ اوپر ہم دائرۃ المعارف برطانیہ کے حوالہ سے لکھ چکے ہیں الکوحل روح شراب ضرور ہے مگر روح خمر نہیں ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ ایک طرف انگریزی دواؤں کے بارے میں حضرت کا فتویٰ یہ ہے جن میں الکوحل کی مقدار دو تین فیصد سے زیادہ نہیں ہوتی۔ دوسری طرف اسی امداد الفتاویٰ کے ایک فتویٰ سے ہومیوپیتھک دواؤں کے استعمال کا جواز ثابت ہوتا ہے جن میں اٹھانوے یا ننانوے فیصد جوہر شراب ہوتا ہے۔

سوال: چونکہ جدید طریقہ ہومیوپیتھک بہت زیادہ سریع التاثیر ہے اور سہل الحصول ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص ایسے دیہات میں جہاں ہر وقت کوئی حکیم یا ڈاکٹر میسر نہ آسکتا ہو دوسرے طریقہ علاج کو دوسرے مرضیٰ پر برتے تو اس معالج کے لیے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ حالت ضرورت کی ہے اور ضرورت میں متاخرین نے تداوی بغیر الطبیب کی اجازت دی ہے، اگر کوئی اس پر عمل کرے گنجائش ہے[68]

اس کا مطلب ہے کہ حضرت تھانوی کو الکوحل یا اسپرٹ کے بارے میں کوئی خاص تحقیق نہیں تھی۔ پس آپ نے سوال کے مطابق جواب دیا ہے۔ حضرت کے ایک اور فتوی سے اس پر روشنی پڑتی ہے۔

سوال: انگریزی دوا جو پینے کی ہوتی ہے، اس میں عموماً اسپرٹ ملائی جاتی ہے۔ یہ قسم ہے اعلیٰ درجہ کے شراب کی یعنی شراب کا ست ہے تو اس امر کا یقین ہو چکا اور مسلم ہے تو انگریزی اسپتال کی دوا پینا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: اسپرٹ اگر عنب و زبیب و رطب و تمر سے حاصل نہ کی گئی ہو تو اس میں گنجائش ہے لاختلاف ورنہ گنجائش نہیں للاتفاق۔[69]

موجودہ دور کے ہمارے اکابرین میں حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ فقہ و فتاویٰ کی دنیا میں ایک خاص امتیاز رکھتے ہیں ان کی مشہور کتاب "فتاوی رحیمیہ" میں اس تعلق سے ایک مفصل فتویٰ موجود ہے وہ اس باب میں نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

"اسپرٹ شراب کا جوہر ہے اور اسپرٹ سے علم کیمیا کے ذریعہ خاص منشی جزو علٰحدہ نکال لیا جاتا ہے، وہ الکحل ہے گویا الکحل اسپرٹ کی روح ہے۔ اسپرٹ ہر چیپ دار چیز سے بنتی ہے جیسے بر، آلو، مہوا، گیہوں، جو، کھجور، انگور، منقیٰ سے بنتی ہے۔ جو اسپرٹ اور الکحل انگور، منقیٰ اور کھجور سے بنتی ہے وہ بالاتفاق حرام و ناپاک ہے اور جو اسپرٹ اور الکحل منقی (کشمش) اور کھجور کے علاوہ دوسری چیزوں مثلاً ببر، آلو، گڑ، مہوا، جو، گیہوں وغیرہ نباتات سے بنتی ہو اور دواؤں میں ڈالی جاتی ہو اس کو ایک روایت کی رو سے بطور دوا ضرورۃً استعمال کر سکتے ہیں۔ گنجائش ہے، مگر بچنا بہرحال اولیٰ اور بہتر ہے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی کے خلیفہ معتمد طبیب حاذق حکیم مصطفےٰ صاحب بجنوری میرٹھی اپنی کتاب "طبی جوہر" میں لکھتے ہیں کہ یہاں ہم صرف اس شراب کا حکم لکھتے ہیں جس سے آج کل بچنا مشکل ہوگیا ہے وہ شراب اسپرٹ ہے، انگریزی قریب قریب تمام ادویات میں شامل ہے (الی قولہ) اس کا حکم یہ ہے کہ ایک روایت کی رو سے یہ بھی حرام اور نجس ہے اور ایک کی رو سے پاک ہے اور دوائً بقدر غیر منشی داخلاً بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔ گو سلیم الطبع مسلمان کی طبیعت ایسی چیز کو جس کی پاکی اور حلت میں اختلاف ہو قبول نہیں کر سکتی (الی قولہ) لیکن عموم بلویٰ (عام لوگوں کا مبتلا ہونا) ایسی چیز ہے جس سے فتویٰ میں ایسے موقع پر ضرور وسعت ہو جاتی لہٰذا اس میں زیادہ تشدد نہ چاہیے۔ حضرت والا (حکیم الامت تھانوی) فرماتے ہیں کہ ہر اسپرٹ شراب اربعہ میں سے نہیں ہے پس ایسی اسپرٹ کا شیخین کے نزدیک استعمال جائز ہے لیکن فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے تاکہ عوام الناس کی جرات نہ بڑھ جائے، تو چونکہ یہ فتویٰ سد باب فتنہ کے لیے ہے اس لیے مبتلا کو گنجائش استعمال کی ہے مگر اہل تقویٰ کو مکپچر کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیے اور جو عوام مبتلا ہوں ان پر سختی نہ کریں۔

(پھر حکیم صاحب نے حضرت تھانوی کا وہ فتویٰ نقل کیا ہے جس کا ذکر اوپر ہوا

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں) اگر یہ دوائیں ولایت سے آئی ہوں تو چوں کہ ولایت میں اکثر شرابیں بڑھیا بنتی ہیں، اس واسطے یہ احتمال کس قدر قوت کے درجے میں ہوسکتا ہے کہ یہ اسپرٹ بھی انگور یا منقی یا چھوارے سے بنی ہوئی شراب کا مقطر ہو، اگر ایسا ہے تو وہ حرام اور نجس ہے اور جس دوا میں وہ ملائی جائے گی وہ بھی نجس اور حرام ہے، گو اس احتمال پر ہر دوا میں فتویٰ عدم جواز کا نہیں دیا جاسکتا لیکن یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ اولیٰ یہی ہے کہ بلا ضرورت ایسی دواؤں کو استعمال نہ کیا جائے۔ یہاں سے حکم ہومیو پیتھک ادویات کا نکل آیا کہ اولیٰ یہی ہے کہ ان کو بلا ضرورت استعمال نہ کیا جائے کیوں کہ ان کا اصل جزو اسپرٹ ہی ہوتا ہے اور دوسری دوا کا جزو برائے نام ہوتا ہے۔ انتہی قول حکیم صاحب کا۔

مگر اسپرٹ اور الکحل ہونے کے شبہ پر ہر ایک ڈاکٹری دوا کے متعلق ناپاک اور ناجائز ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔ شک کا شرع میں اعتبار نہیں ہے البتہ بچنا بہتر ہے، بلا ضرورت استعمال نہ کرے۔

ابوالحسنات حضرت مولانا عبدالحیؒ لکھنویؒ کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔

استفتاء: اکثر ادویۂ انگریزی از قبیل عرق جو ولایت سے تیار ہو کر آیا کرتے ہیں الخ

ھوالصواب: جب یقین یا ظن اختلاط شراب وغیرہ کا ہووے اس وقت استعمال ان چیزوں کا ممنوع ہوگا ورنہ نفس جواز بطور فتویٰ کے اور اجتناب بطور تقویٰ کے ہوگا۔ واللہ اعلم[۸۱]

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔

"ڈاکٹری علاج میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی دوا کے متعلق بالیقین یا بغلبۂ ظن یہ معلوم ہو جائے کہ وہ ناپاک اور ناجائز ہے تو اس دوا کو استعمال نہ فرمائیے، مطلق ڈاکٹری علاج میں کوئی مضائقہ نہیں[۸۲]"

جن ادویہ کے متعلق حرام اور ناپاک ہونے کا یقین ہے ان کو استعمال نہیں کرسکتے وہ حرام ہیں لیکن اگر ان کے سوا کوئی علاج ہی نہ ہو تو حکیم حاذق کے کہنے سے بقدر ضرورت استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔[۸۳]

فتاویٰ کا تجزیہ

دراصل حضرت گنگوہیؒ اور حضرت تھانویؒ وغیرہ کے زمانے میں یونانی اور پاک

دوائیں آسانی سے مل جاتی تھیں۔ انگریزی اور ہومیو پیتھ دواؤں کا رواج بہت کم تھا۔اس لیے آج کے ابتلائے عام کی شدت کا اس وقت اندازہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔اسی لیے ان اکابر نے ازروئے فتویٰ یا ازروئے تقویٰ بڑی شدت سے لوگوں کو روکا۔ اگر آج کی صورتِ حال ان کے سامنے ہوتی یا آج وہ خود موجود ہوتے اور یونانی دواؤں کی کمی اور جو ہیں ان کی بے اثری کا مشاہدہ کرتے تو نہیں کہا جا سکتا کہ ان کی رائے کیا ہوتی؟

اسی طرح اس دور میں خلط اشیاء کی موجودہ ترقی یافتہ صورت حال نہیں تھی۔اسی لیے وہ حضرات انقلاب ماہیت کے اصول پر غور نہیں کر سکے ورنہ اگر جوہر شراب کو اصل انگور یا کھجور کا ہی مان لیا جائے تو بھی جب شراب سرکہ بن کر اپنی ماہیت بدل سکتی ہے اور جائز ہو سکتی ہے تو دوا بن کر بالخصوص آج کے مشینی دور میں اپنی ماہیت باقی نہ رکھ سکے تو تعجب کی بات نہیں ۔اسی لیے اگر انقلاب ماہیت کے اصول پر غور کیا جاتا تو شاید مسئلہ کا رخ اور ہوتا۔

اس بات کا بھی امکان ہے کہ وہ دور انگریزوں سے بغاوت اور جنگ کا تھا، بالعموم ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جا رہا تھا،اس لیے علماء نے اس کی حوصلہ افزائی کو مناسب نہ سمجھا ہو۔ واللہ اعلم

جلیٹین کا مسئلہ

آج کل جلیٹین کا معاملہ بھی بہت عام ہے اور اس کی بابت بالخصوص مغربی ممالک میں بہت سوالات ہوتے ہیں جلیٹین سے میں صحیح طور پر واقف نہیں کہ کیا ہے اور کس چیز سے بنتا ہے ؟لیکن جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ یہ عام طور پر چمڑہ اور ہڈی ہوتا ہے ۔جس کی شکل و صورت بدل جاتی ہے۔ یہ چمڑہ اور ہڈی کسی بھی جانور کا ہو سکتا ہے (بشمول خنزیر) اور مردار اور ذبیحہ کا بھی امتیاز نہیں اور ہوتا یہ ہے کہ چمڑے پر ابتدائی مرحلے میں دباغت کا عمل جاری کیا جاتا ہے،اس کو چونے وغیرہ میں ڈال کر پکاتے اور دھوتے اور صاف کرتے ہیں ،حتیٰ کہ بال ختم ہو جاتے ہیں اور کھال سے چپکی ہوئی نجس رطوبات بھی، اور اس مرحلے سے نکال کر بجائے اس کے کہ چمڑے کو سکھائیں اور اس سے کوئی دوسرا کام لیں ۔بعض ادویہ کے واسطے سے اس کو گلانے کی تدبیر کرتے ہیں اور پھر اس سے گوند یا اس جیسی بعض اشیاء تیار کرتے ہیں ۔یا کھانے کی چیزیں بناتے ہیں یا اس میں ملاتے

ہیں ۔ خاص طور سے اعلیٰ قسم کے بسکٹ اور ٹافیاں اور آئس کریم میں اس کو ملا کر لذت بڑھاتے ہیں اور ان میں جماؤ پیدا کرنے کی سعی بھی کرتے ہیں ۔

یہ قلب ماہیت ہی کی ایک صورت ہے، کھال کو دباغت دینے اور دواؤں کے ذریعہ تبدیل کرنے کا عمل شرعی لحاظ سے بالکل درست ہے اور اس عمل سے ناپاک کھال پاک ہو جاتی ہے ، البتہ خنزیر کی کھال دباغت کے بعد بھی پاک نہیں ہوتی، اور اگر صرف خنزیر کی کھال یا ہڈی ہی سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ بھی پاک نہ ہوگی اس لیے کہ یہ نجس العین ہے اور نجس العین دباغت سے پاک نہیں ہوتا ۔[۵۴]

زیادہ سے زیادہ بوقت ضرورت خنزیر کا بال استعمال کرنے کی بعض فقہاء نے اجازت دی ہے کاسانی لکھتے ہیں :

واما شعره فقد روی انه	خنزیر کے بارے میں ایک روایت یہ
طاهر یجوز بیعه، والصحیح	ہے کہ وہ طاہر ہے اور اس کی بیع جائز ہے،
انه نجس لا یجوز بیعه،	مگر صحیح یہ ہے کہ وہ ناپاک ہے اس کی بیع
لانه جزء منه الا انه رخص	جائز نہیں، اس لیے کہ وہ اسی کا جزو ہے
فی استعماله للخرازین	مگر جوتا گانٹھنے والوں کے لیے اس کے
للضرورة[۵۵]	استعمال کی ضرورتاً اجازت ہے ۔

البتہ اگر صورت ایسی ہو کہ خنزیر کی کھال یا ہڈی ریزہ ریزہ ہو کر دوسری جائز اشیاء میں اس طرح مل جائیں کہ باہم متمیز نہ ہو سکیں جس کو فقہاء کی اصطلاح میں استہلاک عین کہتے ہیں، ایسی صورت میں خیال یہ ہوتا ہے کہ قلبِ ماہیت کی بنیاد پر اس کی گنجائش ہونی چاہیے ، لیکن یہ سارے مسائل اس وقت ہیں جب یقین سے معلوم ہو کہ فلاں چیز میں خنزیر کا جزو شامل کیا گیا ہے محض شک ہو تو اس کا اعتبار نہیں ۔ واللہ اعلم ۔

حواشی و مراجع

[۱] دلیل العروۃ الوثقیٰ للشیخ حسین الحلبی ۲/۵۱، بحوالہ موسوعۃ الفقہ الاسلامی (جمال عبدالناصر) مصر

۲؎ حاشیہ ابن عابدین ۱/۲۹۱ مکتبہ زکریا دیوبند ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء

۳؎ فتاویٰ ہندیہ ۱/۴۴ دار صادر بیروت

۴؎ حاشیہ ابن عابدین ۱/۵۲۴، باب الانجاس

۵؎ حاشیہ ابن عابدین ۱/۲۹۰، التاج والاکلیل بہامش الحطاب ۱/۹۷، نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج للرملی ۱/۲۳۰، کشف القناع وبہامشہ شرح منتہی الارادات ۱/۱۳۵ مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۳۲۸ھ

۶؎ بدائع الصنائع ۵/۱۱۴، ابن عابدین ۱/۲۹۰، المنتقیٰ علی الموطا ۳/۱۵۳، ۱۵۴، بدایۃ المجتہد ۱/۴۶۱

۷؎ صحیح مسلم ۱/۲۷۷ مختار اینڈ کمپنی دیوبند ۱۹۰۷ء

۸؎ دارقطنی ۴/۲۶۶ مطبوعہ دار المحاسن

۹؎ نصب الرایۃ للزیلعی ۴/۳۱۱ دار الحدیث القاہرہ

۱۰؎ مواہب الجلیل بشرح مختصر خلیل ۱/۹۸ للشیخ الرعینی المعروف بالحطاب، طبع ۱۳۲۸ھ

۱۱؎ نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج للرملی ۱/۲۳۰، کشف القناع ۱/۱۳۵

۱۲؎ مسند احمد بن حنبل ۳/۱۱۹، عون المعبود ۳/۳۶۶، سنن الدارمی ۲/۱۱۸ قدیمی کتب خانہ کراچی۔

۱۳؎ نصب الرایۃ للزیلعی ۴/۳۱۱

۱۴؎ بدائع الصنائع ۴/۲۷۹ للامام الکاسانی، دار الکتاب دیوبند

۱۵؎ نہایۃ المحتاج ۱/۲۳۰ بحوالہ موسوعۃ الفقہ الاسلامی مصر

۱۶؎ الموسوعۃ الفقہیہ ۵/۲۹ ذات السلاسل کویت ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۳ء

۱۷؎ البحر الرائق لابن نجیم ۱/۲۳۹، فتح القدیر لابن ہمام ۱/۱۳۹، دار احیاء التراث العربی ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

۱۸؎ فتح القدیر ۱/۱۳۹

۱۹؎ البحر الرائق ۱/۲۳۹، دار الکتاب دیوبند

۲۰؎ فتاویٰ ہندیہ ۱/۴۴، بدائع الصنائع ۱/۸۵

۲۱؎ حاشیہ ابن عابدین ۱/۳۶۴

۲۲؎ رد المحتار علی الدر المختار ۱/۲۹۱

۲۳؎ الشرح الکبیر وحاشیۃ الدسوقی علیہ ۱/۵۰-۵۸ مکتبہ دار الفکر

۲۴؎ الحطاب علی خلیل ۱/۱۰۱-۱۰۶ بحوالہ موسوعۃ الفقہ الاسلامی جمال عبد الناصر ۶/۱۰

۲۵؎ المہذب لابی اسحاق الشیرازی ۱/۴۸ دار الفکر مصر

۲۶ھ المہذب ۱/ ۱۰
۲۷ھ المغنی لابن قدامہ ۱/ ۵۹، دارالفکر للطباعۃ والنشر بیروت ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء
۲۸ھ ردمحتار ۱/ ۵۳۴
۲۹ھ حوالہ سابق
۳۰ھ شرح معانی الآثار ۱/ ۱۶، دارقطنی ۱/ ۲۸، علل الحدیث ابن ابی حاتم ۱/ ۴۴
۳۱ھ درمختار ۱/ ۳۲۶ - ۳۲۷، کذا فی البدائع ۱/ ۹۴
۳۲ھ بدائع الصنائع ۴/ ۲۷۸، ردالمحتار ۱/ ۵۳۴
۳۳ھ شامی ۱/ ۵۱۷
۳۴ھ فتح القدیر ۱/ ۱۳۹
۳۵ھ حاشیۃ ابن عابدین ۱/ ۵۱۹ - ۵۲۰، باب الانجاس
۳۶ھ المحلّٰی لابن حزم ۱/ ۱۳۸، دارالآفاق الجدیدۃ بیروت
۳۷ھ حوالہ سابق ۱/ ۱۲۸
۳۸ھ عالمگیری ۱/ ۲۱، ردالمحتار ۱/ ۳۲۶، بدائع ۱/ ۹۴
۳۹ھ المحلی ۱/ ۱۶۲
۴۰ھ دلیل العروۃ الوثقیٰ ۲/ ۴۴۹
۴۱ھ دلیل العروۃ الوثقی ۲/ ۴۴۹ بحوالہ موسوعۃ الفقہ الاسلامی مصر ۶/ ۱۵
۴۲ھ بدائع الصنائع ۳/ ۴۰۸
۴۳ھ ردالمحتار، باب الرضاع ۴/ ۴۱۱
۴۴ھ ردالمحتار، باب الرضاع ۴/ ۴۱۱
۴۵ھ بدائع ۱/ ۲۴۳، الدباغۃ
۴۶ھ ردالمحتار ۱/ ۵۴۳، کذا فی الہندیۃ ۱/ ۴۲
۴۷ھ بدائع الصنائع ۱/ ۲۵۱
۴۸ھ بدائع ۱/ ۲۲۹
۴۹ھ ردالمحتار ۱/ ۵۱۹
۵۰ھ حوالہ سابق

۵۱ھ الحطاب علی خلیل ۱/۶۰۶ بحوالہ موسوعۃ الفقہ الاسلامی مصر ۶/۱۰

۵۲ھ المغنی کتاب الاطعمہ ۱۱/۸۳، الشرح الکبیر ۱۱/۱۰۸، لابی البرکات الدردیر، مکتبہ دار الفکر

۵۳ھ نہایۃ المحتاج للرملی ۸/۱۲

۵۴ھ کشف القناع ۲/۷۶، ۶/۱۱۶، الانصاف ۲/۴۶۳، الفروع ۲/۱۶۵ بحوالہ الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/۱۲۰

۵۵ھ تفسیر القرطبی ۲/۲۱۳، التاج والاکلیل ۲/۲۳۳

۵۶ھ الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/۱۱۹

۵۷ھ المبسوط ۱/۵۴، لامہ سرخسی، مکتبۃ السعادۃ بجوار محافظہ، مصر

۵۸ھ البحر الرائق ۱/۱۱۶

۵۹ھ ردالمختار ۱/۳۶۶

۶۰ھ جامع الترمذی ۴/۲۴۰، حاشیہ ابن عابدین ۵/۲۳۱

۶۱ھ سنن ابی داؤد ۴/۲۱۷، مختار اینڈ کمپنی دیوبند۔

۶۲ھ سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۳۵۰۰، سنن الدارمی ۲/۳۸

۶۳ھ صحیح بخاری مع فتح الباری ۱۰/۷۸، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان ۱۴۱۰ھ/۱۹۸۹ء

۶۴ھ عمدۃ القاری ۱/۲۹۰، فیض الباری ۱/۳۲۹، بذل المجہود ۱۶/۱۹۶، مکتبۃ خلیلیۃ سہارن پور

۶۵ھ امانی الاحبار ۲/۱۱۵، مولانا محمد یوسف، مکتبہ یحیی سہارن پور

۶۶ھ العرف الشذی علی الترمذی ۲/۸، مختار اینڈ کمپنی دیوبند

۶۷ھ صحیح مسلم ۳/۱۵۸۷، سنن ابی داؤد ۴/۸۵

۶۸ھ بدائع الصنائع ۴/۲۸۳، حاشیہ ابن عابدین مع الدر المختار ۵/۲۹۱-۲۹۲

۶۹ھ صحیح مسلم ۳/۱۵۷۳، سنن ابی داؤد ۴/۸۴-۸۵

۷۰ھ دارقطنی ۴/۲۶۴، البیہقی ۸/۳۰۴، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء

۷۱ھ سنن ابن ماجہ ۲/۱۱۲۶

۷۲ھ نیل الاوطار ۸/۱۹۷، البدائع ۶/۲۹۴۴، المبسوط ۲۴/۵، مصنف عبدالرزاق ۹/۲۱۹

۷۳ھ العرف الشذی علی الترمذی ۲/۹

۷۴ھ ردالمختار ۱۰/۳۷ وکذا فی تبیین الحقائق ۶/۴۵، للزیلعی۔ مکتبہ امدادیہ ملتان

۷۵ھ تکملہ فتح الملہم ۱/۵۵۱، مولانا تقی عثمانی، مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴۰۵ھ

۷۶ھ فتاویٰ رشیدیہ ۵۷۵، مولانا رشید احمد گنگوہی، گلستاں کتاب گھر دیوبند ۱۹۸۷ء
۷۷ھ امداد الفتاویٰ ۴/۲۱۲-۲۱۳، مولانا اشرف علی تھانوی، ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند ۱۹۸۴ء
۷۸ھ حوالہ سابق ۴/۲۰۹
۷۹ھ حوالہ سابق ۴/۲۰۹
۸۰ھ حوالہ سابق،
۸۱ھ مجموعۂ فتاویٰ مولانا عبدالرحیم لاجپوری ۲/۲۲۹، مکتبہ رحیمیہ، سورت گجرات
۸۲ھ مکتوبات شیخ الاسلام ۱/۳۹۷ مکتوب نمبر ۱۴۳
۸۳ھ فتاویٰ رحیمیہ ۲/۲۲۹، ۲۳۱
۸۴ھ شامی ۱/۲۲۲، ۳۵۷
۸۵ھ بدائع الصنائع ۴/۳۳۳

اعلانِ ملکیت سہ ماہی تحقیقاتِ اسلامی۔ فارم ۴ رول ۹

۱- مقام اشاعت: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ۔
۲- نوعیت اشاعت: سہ ماہی
۳- پرنٹر پبلشر: سید جلال الدین عمری
۴- قومیت: ہندوستانی
پتہ: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ۔ یوپی
۵- ایڈیٹر: سید جلال الدین عمری
پتہ: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ۔ یوپی
۶- ملکیت: ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی
پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ۔ یوپی

بنیادی ارکان کے اسمائے گرامی

(۱) مولانا سید جلال الدین عمری (صدر)
دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی ۲۵
(۲) مولانا محمد فاروق خاں (رکن)
بازار چتلی قبر، دہلی۔۶
(۳) ڈاکٹر محمد رفعت (رکن) شعبۂ فزکس، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
(۴) مولانا مطیع اللہ کوثر یزدانی (رکن)
دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی۔ ۲۵
(۵) ٹی کے عبداللہ (رکن) مالاتھن کنڈی ہاؤس، بلیری، کالی کٹ
(۶) ڈاکٹر حمید اللہ (رکن) مزمل منزل کمپلکس، علی گڑھ۔ یوپی
(۷) ڈاکٹر احمد سجاد (رکن)
طارق منزل، بریاتو ہاؤسنگ کالونی، رانچی
(۸) ڈاکٹر عبدالحق انصاری (رکن) الریحان، مزمل منزل، علی گڑھ، یوپی
(۹) محمد جعفر (رکن) ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی۔ ۲۵
(10) ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی (سکریٹری)
فریدی ہاؤس، سرسید نگر، علی گڑھ۔ یوپی

مندرجہ معلومات میری علم ویقین کی حد تک بالکل درست ہیں۔

پبلشر: سید جلال الدین عمری